بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور

مسلکِ اہل حدیث کا داعی

جلد: 48 | ۲۶ جمادی الاولیٰ تا ۲ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ 24 فروری تا 2 مارچ 2017ء | شمارہ: 8

بسنت

ہندوانہ تہوار کی حقیقت
تاریخ کے آئینہ میں

ذکرِ الٰہی

دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہی ہوتا ہے۔

استخارہ

ضرور کیجیے مگر مسنون

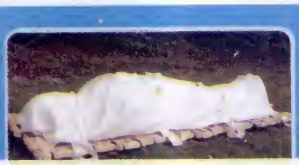

میت کا تمام ترکہ قابل تقسیم ہے.....؟!

نافرمان عورت کا نان ونفقہ.....؟!

CARTOON NETWORK

دینی مقاصد کے لیے کارٹون.....؟!

قرآن و سنت کی روشنی میں

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

اللہ کی نشانیوں سے اعراض

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝﴾ (السجدۃ)

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ کی آیات سے وعظ کیا گیا پھر بھی ان سے اس نے منہ موڑ لیا (یقین مانو) کہ ہم بھی گنہگاروں سے انتقام لینے والے ہیں۔''

انسانی معاشرہ میں احسان فراموشی بہت بڑا اخلاقی جرم سمجھا جاتا ہے اور فی الحقیقت انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ حسن سلوک اور احسان و نیکی والا رویہ رکھنے کے باوجود دوسرے فریق کا احسان مند ہونے کی بجائے منفی طرز عمل اپنانا واقعی بہت بڑا جرم ہے۔ انسانوں کے خالق و مالک کو بھی یہ رویہ پسند نہیں اور ایسا شخص جو اللہ کے احسانات کے بعد شکر گزاری اور رب کریم کا احسان مند ہونے کی بجائے مغرور اور متکبر بن جائے اور اس کی نشانیوں سے اعراض برتنے لگے تو وہ شخص کسی اور پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ہی ظلم کر رہا ہے۔ اس ظلم کو کتاب ہدایت میں بہت بڑا ظلم قرار دیا گیا ہے اور اس کے عوض دردناک عذاب کی وعید بھی سنائی گئی ہے اور ایسا شخص ہدایت سے محروم رہتا ہے۔

﴿اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝﴾ (الکہف)

''بے شک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں جس کی بناء پر وہ ہدایت کو نہیں سمجھ سکتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے۔ اب اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف بلاتے بھی رہیں تو یہ کبھی بھی ہدایت قبول نہیں کریں گے۔''

اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر نہ کرنے اور اس کی ہدایت سے منہ موڑنے ہی کا نتیجہ ہے کہ انسان حیران و پریشان کسی متاع گم گشتہ کی تلاش میں سرگرداں ہیں لیکن محال ہے کہ اسے آسودگی میسر ہو۔

﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝﴾ (المدثر)

''انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہیں گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں۔''

اقوام ماضی کو اسی رویہ لاپرواہی اور احسان فراموشی کی وجہ سے عذاب سخت نے آلیا تھا:

﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝﴾ (فصلت)

''اللہ کی طرف سے ہدایت کے آنے پر بھی اگر یہ لوگ روگرداں ہوں تو کہہ دیجیے کہ میں تمہیں اس کڑک عذاب آسمانی سے ڈراتا ہوں جو قوم عاد اور قوم ثمود پر نازل ہوا۔''

ایسے متکبر انسان سے دور رہنے اور اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ ایک اچھے اور صالح معاشرہ کے قیام کے لیے ایسے رویوں سے بچا جا سکے۔

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝﴾

''اور دھیان رکھنا ایسے شخص کا کہا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا ہے اور جس کا معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔''

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

تین نامراد اشخاص

[عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ". قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: "الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ".] (رواه مسلم)

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تین قسم کے ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات نہیں کرے گا نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ لوگ تو نامراد ہوئے اور خسارے میں پڑ گئے۔ اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی چادر (تہبند) نیچے لٹکانے والے اور احسان جتانے والا اور اپنا سودا جھوٹی قسمیں کھا کر بیچنے والا۔'' (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے تین قسم کے ایسے لوگوں کا تذکرہ فرمایا جو قیامت کے دن اپنے تمام اعمال کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف رحمت کی نظر کرے گا۔ ان کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ ان میں سے ایک قسم ایسے لوگوں کی ہوگی جو تکبر کرنے والے ہوں گے۔ تکبر کی بنا پر اپنا تہبند لٹکا کر چلنے والے اور دوسروں کو حقیر جاننے والے اللہ کے غضب سے دوچار ہوں گے۔ اللہ ان پر اپنی رحمت نہیں فرمائے گا۔ ہر متکبر اللہ کا باغی ہے ان کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ دوسرے قسم کے وہ لوگ ہیں جو کسی پر احسان کر کے جتلاتے ہیں۔ احسان کا معنی ہی یہ ہے کہ کسی منفعت کی تمنا کیے بغیر بھلائی کرتے رہنا اور جو احسان جتلاتے ہیں وہ بھی قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے اور تیسری قسم کے وہ تاجر ہیں جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا مال بیچتے ہیں۔ اسلام نے تجارت کے اصول بیان کر دیئے ہیں کسی تاجر کو یہ اجازت نہیں کہ وہ گاہک کو دھوکہ دے، قیمت پوری لے کر مال ناقص دے یا قسمیں کھا کر اپنا مال بیچے۔ بعض لوگ گاہک کو مطمئن کرنے کے لیے قسمیں کھانے لگتے ہیں یہ دھوکہ ہے۔ اس نوعیت کے لوگ قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے دور اور اس کے غضب کا شکار ہوں گے۔ تھوڑے سے دنیاوی فائدے کے لیے اپنی آخرت خراب نہیں کرنی چاہیے۔ تکبر اللہ کو پسند نہیں بلکہ فرمایا تکبر میری چادر ہے جس نے تکبر کیا اس نے میری چادر اتارنے کی کوشش کی۔ اللہ نے احسان کی روش اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے اور احسان کرنے کے بعد جتلانے سے منع کیا ہے۔ فرمایا: اپنے صدقات اور نیکیوں کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو۔ تجارت کرنے والوں کو تعلیم دی کہ کسی کو دھوکہ نہ دو اور فرمایا جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ قیامت کے دن ناکامی اور اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

نظامِ تعلیم کا مسئلہ!

یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کا قیام اسلامی اقدار کی فرمانروائی کے لیے عمل میں آیا تھا تا کہ اہل اسلام آزادی کے ساتھ اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے مین ڈھال سکیں۔ لیکن ستم کی بات ہے کہ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے اسلام کے عملی نفاذ کی کوئی کوشش اور کوئی صورت دور دور تک نظر نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں مشکلات ومسائل کے سائے بڑھتے جا رہے ہیں۔ بے شمار مسائل ہیں' کس کس کا تذکرہ کیا جائے؟ نظام تعلیم کا مسئلہ لے لیجیے' ستر سال ہوا چاہتے ہیں مگر اس کی سمت متعین نہیں ہوسکی۔ پاکستان ایک نظریاتی اور اسلامی مملکت ہے' اسلام ہی کی روشنی میں اس کے نظام تعلیم کو مرتب کرنے کی ضرورت تھی۔ آمر مشرف کے دور میں نہم اور دہم کی اسلامیات میں سے قرآن مجید کی تین سورتیں نکال دی گئیں۔ کئی ایک اہم مضامین بھی خارج کر دیئے گئے۔ انگلش میڈیم سکولوں کے نصاب کا کچھ نہ پوچھیے کہ کیا کیا رطب ویابس پڑھایا جاتا ہے۔ بلاشبہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے' اس کی تعلیمات تمام شعبہ ہائے زندگی پر محیط ہیں۔ فرد کے انفرادی مُعاملات سے لے کر اجتماعی اور بین الاقوامی مسائل تک کی بروقت اور پوری رہنمائی کرتا ہے۔ اسی لیے وہ انسان کو مکمل طور پر اپنے دائرے میں داخل ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ ﴿اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ جب اسلام انسان کے انفرادی اور اجتماعی تمام مسائل میں اس کی رہنمائی کرتا ہے تو پھر نظام تعلیم کو بھی اسلام کی روشنی میں مرتب کرنا چاہیے۔ اس صورت میں اسے بامقصد بنایا جا سکتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام اور صرف اسلام ہے۔ ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ حقیقی بات یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسان کی تاریخ قدیم ہے۔ بنیادی طور پر تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت ہر زمانے میں انسان کی رہنما رہی ہے۔ توحید ورسالت' حیات اخروی' خلافت بنی آدم' وحدت ومساوات' صحیح عقیدہ ومسلک کی بنیاد واساس ہیں۔ اسلام میں تعلیم وتربیت کا مقصد' فرد کو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار' صالح اور عملی مسلمان بنانا ہے جس سے ایک صالح اور صحت مند معاشرہ وجود میں آجائے۔ سچی بات یہ ہے کہ اسلامی نظام تعلیم ہی وہ فطری اور ہمہ گیر نظام ہے جو ہر پہلو سے مکمل' مفید اور مستند ہے۔ اسی نظام میں انسانیت کی فوز وفلاح مضمر ہے۔ اسی نظام کو اپنا کر موجودہ تعلیمی مسائل اور انسانی مشکلات کا حل نکالا جا سکتا ہے اور آئندہ نسلوں کا مستقبل تابناک بنایا جا سکتا ہے۔ اس وقت اسلام کے علاوہ دنیا میں جتنے نظام ہائے تعلیم رائج ہیں وہ سب مصنوعی' ناقص اور انسانیت کے لیے مفید نہیں بلکہ وہ علم کے نام پر جہالت اور روشنی کے نام پر ظلمت اور نظم وضبط کے نام پر انارکی اور انتشار پھیلاتے ہیں۔ علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

یورپ میں بہت روشنیٔ علم وہنر ہے ..... حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات

مشاہدے کی بات ہے کہ وہ قوم جو ایک خدا اور ایک رسول کی پیروکار ہے' مذہب سے بیگانہ نظام تعلیم نے اس میں علاقائی اور لسانی عصبیتیں پیدا کر دی ہیں۔ باب الاسلام سندھ' بلوچستان اور خیبر پی کے میں بہت سے فتنے سر اٹھا چکے ہیں۔ ضرورت یہ ہے کہ اسلامی نظام تعلیم کے ذریعے ایسی پود تیار کی جائے جو نظریہ پاکستان کی مبلغ بن کر ایک طرز فکر اور ایک طرز عمل کی آئینہ دار ہو۔ مگر افسوس کی بات ہے ؎

اور یہ اہل کلیسا کا نظامِ تعلیم ..... ایک سازش ہے فقط دین ومروّت کے خلاف

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے نظام تعلیم میں مقصدیت کا فقدان ہے ؎

دورِ حاضر ملک الموت ہے جس نے ..... روح کو قبض کیا دے کے تجھے فکر معاش

ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل وطن کو حصول تعلیم کے مواقع فراوانی سے مہیا کیے جائیں۔ ملک کا کوئی فرد

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
ازدواجی زندگی کے رہنما اصول (خطبہ حرم)	6
ذکر الٰہی .....فوائد وثمرات	8
استخارہ ..... احکام ومسائل	11
ہندوانہ تہوار بسنت کی حقیقت	12
غل اور بروز کی حقیقت	15
بیت المقدس میں پانچ دن	18
۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت	20
راہ امن .....آزادانہ اظہار رائے	22
منزل کی تمنا ہے تو کر جہد مسلسل	24
اخبار الجماعہ	25

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ "اہل حدیث" چوک اہل حدیث
(المعروف بی چوک) 106۔ راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زرتعاون بھیجنے کے لیے
میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239

بدل اشتراک

سالانہ	600/- روپے
ششماہی	350/- روپے
بذریعہ وی پی	650/- روپے
بیرونی ممالک سے	6000/- روپے
فی پرچہ	20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "لسٹر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

علم کی دولت سے تہی دامن نہ رہے۔لیکن ایسا نظام تعلیم رائج کیا جائے جس سے صحیح انسان اور سچے مسلمان تیار ہوں۔ جو مملکت خداداد پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی اور فلاحی مملکت بنانے میں معاون ثابت ہوں۔ ہمارے نزدیک دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور دینی مدارس نے جہاں اسلامی علوم ومعارف کے چراغ روشن کیے ہیں وہاں ہنود و یہود اور نصاریٰ کی ثقافتی یلغار کا خوب مقابلہ کیا ہے۔ ان اداروں نے ایسے دینی سکالر بھی پیدا کیے ہیں جنہوں نے مغرب کے اسلام پر لایعنی اعتراضات کا مسکت جواب دیا ہے۔ضرورت ہے کہ ان مدارس کی ترقی وعروج کے لیے وسیع تر منصوبے بنائے جائیں تا کہ ہماری تہذیب اور اخلاقی ودینی قدریں توانا ہوسکیں۔ علامہ اقبال نے خوب کہا ہے ؎

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں ..... جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو

ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل علم سر جوڑ کر بیٹھیں اور نظام تعلیم ونصاب تعلیم کے مسئلے کو صحیح انداز میں حل کریں۔

لاہور میں خودکش دھماکہ: ..... یہ خوش کن بات تھی کہ کافی حد تک اہل وطن اس امر پر اطمینان کا اظہار کر رہے تھے کہ دہشت گردوں کی بڑی حد تک کمر ٹوٹ گئی ہے۔ مگر بعض ایسے روح فرسا سانحات سے معلوم ہوتا ہے کہ دہشت گردوں کا نیٹ ورک ابھی نہیں ٹوٹا۔ ۱۳ فروری کو چیئرنگ کراس مال روڈ لاہور میں خودکش دھماکہ سے قیامت صغریٰ برپا ہوگئی جس سے چند پولیس افسران' پانچ اہلکاروں سمیت ۱۳ افراد شہید اور ۸۰ زخمی ہو گئے جس سے اہل وطن سوگوار ہو گئے۔ دھماکے کی آواز دور دور تک سنی گئی۔ اطلاع ملنے پر پولیس اور دیگر امدادی ٹیمیں موقع پر پہنچ گئیں۔ یہ سانحہ اس وقت پیش آیا جب افسران شام کو کیمسٹ ایسوسی ایشن کے ارکان کا ڈرگ ایکٹ ترمیم کے خلاف مظاہرہ جاری تھا کہ یکدم دھماکہ ہوگیا۔ حکومت کا فرض بنتا ہے ہے ان ہاتھوں کا سراغ لگائے اور قرار واقعی سزا دے۔ اس سانحہ پر امیر محترم پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے کہا ہے کہ دہشت گردی کی لعنت سے مکمل نجات کے لیے قوم کو متحد ہونا ہوگا۔ ادارہ اس سانحہ پر شہید ہونے والوں کے لیے مغفرت' زخمیوں کی صحت اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

پنجاب اسمبلی کے باہر دھماکے میں متعدد افراد کی شہادت کے واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہیں: امیر محترم

دہشت گردوں کی طاقت ضرور کمزور ہوئی مگر ان کی کمر نہیں ٹوٹ سکی۔ دہشت گردی کی لعنت سے مکمل نجات کے لیے قوم کو متحد ہونا ہوگا۔

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے) نے اپنے مشترکہ بیان میں پنجاب اسمبلی کے باہر دھماکے میں پولیس افسران سمیت متعدد افراد کی شہادت کے واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔اپنے ایک مذمتی بیان میں ان کا کہنا تھا کہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو عوام کے جان ومال کی حفاظت یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں۔ دہشت گردوں کی طاقت ضرور کمزور ہوئی مگر انکی کمر نہیں ٹوٹ سکی۔ دہشت گردی کی لعنت سے مکمل نجات کے لیے قوم کو متحد ہونا ہوگا۔

تعلیم کا اساسی مقصد اخلاقی اقدار کی حفاظت ہے' مغرب ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کرنے پر تلا ہے۔ امیر محترم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ مغرب ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ معاشرے میں فحاشی اور عریانی کو فروغ دے کر اسلامی اقدار کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور بے حیائی کو رواج دے کر مادر پدر آزاد معاشرہ قائم کرنے کی مذموم کوششیں جاری ہیں۔ ملک کے اسلامی تشخص کو بچانے کے لیے پوری قوم متحد ہے۔ امریکہ اور ملک کے اندر موجود سیکولر لابی اپنے مکروہ عزائم میں ناکام ہوگی۔ اس امر کا اظہار انہوں نے الفیصل اسلامک سنٹر جوہر ٹاؤن کی افتتاحی تقریب کے موقع پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ویلن ٹائن ڈے منانے والے پاکستان میں مغرب کا بے حیا کلچر لانا چاہتے ہیں۔ دینی اقدار کی حفاظت اور مغربی کلچر کا مقابلہ دور حاضر کا بڑا چیلنج ہے۔ تعلیم کا اساسی مقصد اخلاقی اقدار کی حفاظت ہے۔ نوجوان نسل کو حیا کی تعلیم سے روشناس کرانے کے لیے علماء، میڈیا اور اساتذہ کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ پروفیسر ساجد میر نے مزید کہا کہ حکومت کو بے حیا کلچر کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کرنا چاہیے۔ عصری ودینی علوم کے اداروں کو مل کر مغربی یلغار کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ اسلام اور اسلامی اقدار کا تحفظ مدراس اسلامیہ کی اولین ترجیح ہے۔ ملک کی یکجہتی، اتحاد واتفاق، ملکی سالمیت، دستور، قانون اور عدلیہ کا احترام جتنا دینی مدارس کرتے ہیں شاید ہی کوئی ادارہ کرتا ہوگا۔ دینی مدارس اعتدال پسند، انسانیت نواز اور اپنے ملک کے وفادار ادارے ہیں۔ اس موقع پر ڈاکٹر عبدالغفور راشد، ڈاکٹر محمد عماد لکھوی، مولانا عبدالوحید روپڑی، مولانا نعمان مختار لکھوی، رانا نصراللہ خاں، قاری عبدالتین اصغر اور حافظ ممتاز حسین بھی موجود تھے۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں ٹانیوال پاکستان
فون: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: markaz.dirasat@gmail.com

دینی مقاصد کے لیے کارٹون

سوال کسی بھی معاملہ کی تشہیر وترویج کے لیے میڈیا ایک اہم ترین وسیلہ اور بنیادی ذریعہ ہے' اس میں ناظرین کی مختلف ترجیحات کو ملحوظ رکھتے ہوئے پروگرام تشکیل دیے جاتے ہیں جن کے معاشرے پر گھرے اثرات مرتب ہوتے ہیں' اس سلسلے میں بچوں کے لیے بھی کارٹوں بنائے جاتے ہیں' ان کے ذریعے غیر اخلاقی بلکہ غیر اسلامی اور حیاء سوز چیزوں کو رواج دیا جاتا ہے' کیا بچوں کی صحیح اسلامی تربیت کے لیے کارٹون بنائے جاسکتے ہیں؟ تاکہ ابتداء ہی سے انہیں اسلامی اخلاق وآداب سے آراستہ کیا جاسکے؟ وضاحت فرمادیں۔

جواب اس امر میں دورائے نہیں ہیں کہ دور حاضر میں معاشرتی طور پر تصویر نے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں جبکہ اسلام نے اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھا ہے۔ حدیث میں تصویر کشی کو باعث لعنت قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری' اللباس: ۵۹۶۲)

قیامت کے دن بھی شدید ترین عذاب کا باعث ہے۔ (بخاری' اللباس: ۵۰۶۳)

بلکہ حدیث میں ہے کہ جس گھر میں تصاویر ہوں وہاں ملائکہ رحمت نہیں آتے۔ (بخاری' اللباس: ۵۹۶۱)

تصویر کے متعلق اس قدر شدید وعید کے باوجود علمائے اسلام نے بعض حالات میں اس کے متعلق نرم گوشہ اختیار کیا ہے اور محتاط طور پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ مثلاً

- جرائم پیشہ لوگوں کی حوصلہ شکنی اور ان کے جرائم کی روک تھام کے لیے مجرمین کے خاکے اور ان کی تصاویر کو شائع کیا جائے تاکہ ان کی شناخت ہو سکے۔
- غیر ملکی سفر کے لیے شناختی کارڈ پھر پاسپورٹ پر تصویر لگانا بھی اسی قبیل سے ہے تاکہ قانون شکنی کرنے والوں کو قابو کیا جا سکے اور وہ بیرون ملک فرار نہ ہوسکیں۔
- میڈیکل اور جغرافیا کی تعلیم کے لیے بھی تصویر کی ضرورت پڑتی ہے' اس لیے بھی تصویر کو گوارا کیا جا سکتا ہے۔
- امتحانات میں کامیابی کے لیے غلط ذرائع کو استعمال کیا جاتا ہے' اس کی روک تھام کے لیے تصویر ضروری قرار دی گئی ہے تاکہ غلط کار لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جا سکے۔
- ظلم پیشہ لوگوں کے ظلم کی تشہیر کرنے کے لیے بھی تصویر کو جائز بلکہ ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ مظلوم اور ستم زدہ لوگوں سے تعاون کا کوئی راستہ نکالا جا سکے۔

ان کے جواز یا ایسے حالات میں ان کے متعلق نرم گوشہ رکھنے کی بنیاد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث ہے' وہ فرماتی ہیں: ''میں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔'' (بخاری' الادب: ۶۱۳۰)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے گڑیوں کا رکھنا اور ان سے کھیلنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ نیز جن تصاویر کے رکھنے پر احادیث میں وعید آئی ہے ان کے عموم سے اس صورت کو خاص کیا گیا ہے۔ علامہ عیاض نے جمہور اہل علم سے اس بات کو نقل کیا ہے' انہوں نے ان گڑیوں کی خرید وفروخت کو بھی جائز قرار دیا ہے تاکہ بچیوں کو صغرسنی میں ہی امور خانہ داری کی تربیت دی جا سکے اور ان میں اولاد کی نگہداشت کا سلیقہ پیدا کیا جا سکے۔ (فتح الباری: ج ۱۰' ص ۶۴۷)

صورت مسئولہ میں کارٹون بنانے کا مقصد بھی کم عمر بچوں کو اسلامی آداب سے آگاہ کرنا ہے اور انہیں مسنون دعاؤں اور اذکار کی تعلیم دینا ہے' اس بنا پر ہمارے رجحان کے مطابق اس قسم کے کارٹون بنانے اور میڈیا میں انہیں استعمال کرنا جائز ہے جبکہ دوسرے لوگ اسے غلط مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ان کا توڑ کرنے کے لیے ان کا صحیح استعمال درست اور جائز ہے۔ واللہ اعلم!

نوٹ: علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی تصاویر کے اس پہلو کے جواز پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے نرم گوشہ رکھا ہے اور بیان کردہ موقف اختیار کیا ہے۔ (آداب الزفاف: ۱۰۷)

میت کا تمام ترکہ قابل تقسیم ہے

سوال آدمی جب فوت ہوتا ہے تو اس کی زمین اور دیگر جائیداد ورثاء میں تقسیم کی جاتی ہے' کیا جس مکان میں وہ رہائش پذیر تھا' وہ گھر اور اس میں استعمال ہونے والا سامان بستر ے اور چارپائیاں نیز برتن وغیرہ بھی قابل تقسیم ہوتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب میت کے ترکے سے متعلق ہم میں بہت افراط وتفریط پائی جاتی ہے' ہمارے ہاں قابل تقسیم ترکہ یہ ہوتا ہے کہ جو اسے باپ دادا سے وراثت کے طور پر ملا ہو اور جو کچھ اس نے اپنی محنت سے کمایا ہوتا ہے اسے ہم ترکہ میں شمار نہیں کرتے یا اسے شمار تو کرتے ہیں لیکن تقسیم کے وقت صرف زمین اور روپے پیسے کو تقسیم کر لیا جاتا ہے' مرنے والے کا گھر اور اس میں پڑا ساز وسامان تقسیم نہیں کرتے۔ شرعی اعتبار سے ہر اس منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کو ترکہ کہا جاتا ہے جو اس نے مرنے کے بعد اپنے پیچھے چھوڑا ہو اور کسی دوسرے شخص کا اس میں حق نہ ہو۔ نیز وہ چیز بھی میت کا ترکہ شمار ہوگی جس کا سبب مِلک اس کی زندگی میں قائم ہو چکا تھا۔ مثلاً ایک شخص نے پلاٹ حاصل کرنے کے لیے درخواست دی تھی جو بذریعہ قرعہ اندازی اسے ملنا تھا' زندگی میں قرعہ اندازی نہیں ہوئی البتہ مرنے کے بعد اس کا قرعہ نکل آیا اور وہ پلاٹ اسے مل گیا تو وہ بھی اس کے ترکہ میں شمار ہوگا۔ اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جو مال والدین اور رشتہ دار چھوڑ مریں وہ تھوڑا ہو یا زیادہ' اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی' یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کیے ہوئے ہیں۔'' (النساء: ۷)

اس آیت کریمہ کی رو سے مرنے والے کا گھر اور اس میں موجود تمام قابل استعمال اشیاء اس کا ترکہ ہیں اور وہ ورثاء میں تقسیم ہوں گی' کسی چیز کو کسی کے لیے مخصوص کرنا اور اسے تقسیم سے باہر رکھنا جائز نہیں۔ جو چیز تقسیم کرنے سے قابل استعمال نہیں' اس کی مالیت بنا کر ہر وارث کو اس کا حصہ دیا جائے۔ مثلاً مکان اور اس کی تمام اشیاء کی موجودہ ریٹ کے مطابق قیمت لگائی جائے اور پھر حصے داروں کے حصے نکالے جائیں' جو بچے شادی شدہ ہیں انہیں ان کا حصہ دے دیا جائے' اگر وہ برضا ورغبت اپنے حصے سے دستبردار ہوتے ہیں تو یہ الگ مسئلہ ہے لیکن انہیں حصوں سے محروم کرنا جائز نہیں۔ چھوٹے بچے جب جوان ہوں گے تو انہیں موجودہ ریٹ کے مطابق حصہ دیا جائے گا جو پہلے سے ان کے حصے میں آچکا تھا' صورت مسئولہ میں مرنے کے بعد مرحوم کی زمین اور دیگر جائیداد کے ساتھ اس کا رہائشی مکان اور اس میں استعمال ہونے والے بستر' چارپائیاں اور برتن وغیرہ جو اس کی ملکیت تھیں قابل تقسیم ہیں۔ واللہ اعلم!

نافرمان عورت کا نان ونفقہ

سوال میری بیوی' میرا کہنا نہیں مانتی بلکہ وہ ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی ہے' وہاں جا کر اس نے مجھ سے اخراجات لینے کا دعویٰ کر دیا ہے' کیا شرعی طور پر میں اخراجات دینے کا پابند ہوں جبکہ وہ میرے حقوق ادا نہیں کر رہی' اس سلسلہ میں میری رہنمائی کریں۔

جواب شادی کے بعد خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے اخراجات برداشت کرے' اسے کھانا کھلائے' لباس دے اور اس کی رہائش کا بندوبست کرے۔ نیز اس کے علاج ومعالجہ کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوتی ہے۔ ان اخراجات کے بدلے بیوی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی خدمت گذاری میں دانستہ طور پر کوتاہی نہ کرے اور خوش دلی سے اس کے حقوق کا خیال رکھے' لیکن اگر وہ ادائیگی حقوق سے راہ فرار اختیار کرتی ہے اور خاوند سے ناراض ہو کر اپنے میکے چلی آئی ہے تو ایسے حالات میں اس کا خاوند سے اخراجات کا مطالبہ کرنا شرعاً اور اخلاقاً صحیح نہیں۔ اگر وہ کسی وجہ سے اپنے خاوند کے ہاں نہیں رہنا چاہتی تو وہ خلع حاصل کر کے اپنے والدین کے ہاں رہ سکتی ہے یا پھر کسی دوسرے شخص سے شادی کر لے۔

بہرحال' ہمارے رجحان کے مطابق بیوی کو کھانے پینے' لباس اور رہائش کے حقوق اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب وہ بیوی بن کر شوہر کے ساتھ رہے گی اور اپنی ذمہ داری کو خوش دلی سے ادا کرے گی۔ اس سلسلہ میں ہمارے اسلاف نے صراحت کے ساتھ رہنمائی فرمائی ہے کہ جو خواتین بلاوجہ اپنے شوہر کی نافرمانی کرتے ہوئے اپنے میکے چلی جاتی ہیں' ان کے لیے کوئی خرچہ وغیرہ نہیں۔ چنانچہ امام شعبیؒ سے کسی نے پوچھا کہ ایک عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو کر گھر سے نکل جائے تو کیا وہ نان ونفقہ کی حقدار ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''نہیں' ہرگز نہیں۔ اس کے لیے کوئی خرچہ نہیں اگرچہ وہ بیس سال تک اپنے والدین کے گھر بیٹھی رہے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ' کتاب الطلاق)

بہرحال اللہ تعالیٰ نے شوہر کو گھر کے اخراجات برداشت کرنے کا ذمے دار بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر برتری دی ہے اور اس لیے بھی کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔'' (النساء: ۳۴)

یہ اخراجات اسی صورت میں ہیں جب بیوی اپنے خاوند کے پاس رہے اور اس کی خدمت بجالاتی رہے' اگر وہ ناراض ہو کر اپنے خاوند کے پاس نہیں رہتی بلکہ اپنے والدین کے ہاں چلی جاتی ہے تو وہ نان ونفقہ اور دیگر اخراجات کی قطعاً حقدار نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

ازدواجی زندگی کے رہنما اصول

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر صلاح البدیر حفظہ اللہ

مترجم: جناب محمد اجمل بھٹی
نظرثانی: جناب حافظ یوسف سراج

تاریخ: 11 جمادی الاولیٰ 1436ھ / 10 فروری 2017ء

حمد و ثنا کے بعد!

بندگانِ الٰہی! اللہ سے ڈرو، بلاشبہ اس کا ڈر ہی بہترین کمائی ہے۔ اس کی اطاعت اعلیٰ ترین نسب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت اس حال میں آئے کہ تم پکے مسلمان ہو۔''

اے مسلمانو! نکاح سے میاں بیوی کے حقوق واجب ہو جاتے ہیں۔ نکاح کے بعد دونوں کے لیے اپنے ساتھی کے ساتھ عمدہ طریقے سے پیش آنا لازم ہو جاتا ہے۔ ان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے ساتھی کے حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لیں یا اس کی ادائیگی میں ناخوشی کا اظہار کریں۔ اپنے ساتھی کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور اس کی طرف سے ملنے والی تکلیف کو برداشت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرۃ)

''عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔''

بیوی کے ساتھ عمدہ طریقے سے سلوک کرنا اور خوشگوار انداز سے پیش آنا آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کے سکون اور خوشگوار زندگی کا باعث ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾

''معروف طریقے سے ان سے زندگی گزارو۔''

یعنی مسکراتے چہرے اور خوشگوار موڈ کے ساتھ ان سے ملو اور ان کے ساتھ رہو۔ ان کے فرض حقوق ادا کرو، ان کے حق مہر اور اخراجات اور زیادہ شادیوں کی صورت میں بیویوں میں باری کی تقسیم میں انصاف کرو، تلخ کلامی اور ان سے بلاوجہ منہ موڑنے سے بچو۔ دوسروں کی طرف رجحان رکھنا اور بیوی کے سامنے منہ بسورنا درست نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ ادب سکھاتا ہے: ''اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ممکن ہے جسے تم ناپسند کرو تو اللہ اس میں بہت بڑی خیر پیدا کر دے۔''

اس آیت میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ خواہ خاوند کو ان کی کوئی عادت ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ کسی ایک ناپسندیدہ عادت کی بنا پر ساری خیر سے نفع نہ لینا درست نہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خاوند جس عادت کو ناپسند کرتا ہو وہ دینی بھلائی کا سبب ہو اور کسی وقت میں بہت فائدہ مند ثابت ہو جائے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان جسے محبوب سمجھتا ہے وہ قابل نفرت ہو جاتا ہے اور جو ناپسند تھا وہ محبوب بن جاتا ہے۔ کبھی خاوند اپنی بیوی کو کسی ایک عادت کی بنا پر ناپسند کرتا ہے حالانکہ اس کے ساتھ زندگی گزارنے میں اس کے لیے اتنی خیر و برکت ہوتی ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بعض اوقات اسی بیوی سے اسے نیک و فرمانبردار اولاد نصیب ہوتی ہے اور اللہ اس کی اولاد میں ڈھیروں خیر و برکت ڈال دیتا ہے۔''

> **نکاح سے میاں بیوی کے حقوق واجب ہو جاتے ہیں۔ نکاح کے بعد دونوں کے لیے اپنے ساتھی کے ساتھ عمدہ طریقے سے پیش آنا لازم ہو جاتا ہے۔ ان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے ساتھی کے حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لیں یا اس کی ادائیگی میں ناخوشی کا اظہار کریں۔**

برادرانِ اسلام! کسی انسان کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ خامیوں سے پاک محبوب حاصل کر سکے، لہٰذا اسے خامیوں پر صبر کر لینا چاہیے تاکہ وہ اپنا محبوب پا سکے۔ بہت تھوڑے میاں بیوی ایسے ہوں گے جو ایک دوسرے سے سو فیصد راضی ہوں۔ ہر دو میاں بیوی میں سے کسی ایک کو کچھ نہ کچھ شکوہ تو رہتا ہی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مومن مرد مومن عورت سے نفرت نہ کرے، اگر اس کی ایک عادت سے وہ خوش نہیں تو دیگر خوبیاں خوش کن بھی ہوں گی۔'' (مسلم)

کوئی مرد اپنی بیوی سے ایسی نفرت نہ کرے کہ وہ طلاق تک نوبت پہنچا دے اور نکاح توڑنے پر مجبور کر دے۔ اگر اس کی کوئی ایک عادت بری ہو گی تو اس میں خوبیاں بھی ضرور ہوں گی۔

لہٰذا اے خاوندو! اپنی بیوی کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو اور لڑائی جھگڑے سے بچو اور طلاق دینے میں جلد بازی مت کرو۔ جدائی ڈالنے میں عجلت نہ دکھاؤ۔ بناوٹی نفرت اور ناپسندیدگی کے اظہار سے اجتناب کرو۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو غصے میں پھٹ پڑتے ہیں، اور جلد بازی میں حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے طلاق دے بیٹھتے ہیں، پھر غصہ ٹھنڈا ہونے پر نادم و پشیمان ہوتے ہیں جبکہ اس دوران بیوی کو واپس لانے یا اس کے گھر لوٹنے کی مدت ختم ہو چکی ہوتی ہے۔

اے مومن بیوی! ان عورتوں جیسی مت بنو جو نعمتوں کی فراوانی کے ساتھ ساتھ لعن طعن بھی بکثرت کرتی ہیں۔ ہر وقت ناک چڑھائے رکھتی ہیں، ان کا غصہ اترتا ہی نہیں، وہ خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہیں نہ اس سے کھائی گئی قسموں سے وفا کرتی ہیں۔ اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اس کی محبوبہ بن کر جینا سیکھو، اس کی ضروریات کو تیزی سے پوری کرنے والی بن جاؤ، اس کی آواز پر لبیک کہو، اس کی خواہشات کو پورا کرو، اس کے احسانات اور نیکیوں کو یاد رکھو، اس کے ساتھ برا رویہ مت اختیار کرو اس کے غصے کی حالت میں اس کے ساتھ تکرار مت کرو، اس کی غضبناکی کے عالم میں اس سے جھگڑا مت کرو۔

سیدنا معاویہ نے عقیل بن ابی طالب سے کہا: تمہیں کیسی بیوی پسند ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہماری خواہش کی اطاعت کرنے والی بیوی پسند ہے۔ سیدنا معاویہ نے پوچھا: کونسی بیوی بدترین ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہماری رضا کی مخالفت کرنے والی۔ سیدنا

معاویہ نے فرمایا: یہی بڑی تند تنقید ہے۔ سیدنا عقیل نے فرمایا؛ یہ تو عادلانہ تجزیہ ہے۔

سیدنا ابو اذینہ صدفی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین بیویاں وہ ہیں جو زیادہ بچے جننے والیاں اور بچوں سے شفقت کرنے والیاں ہوں۔ خاوند کی موافقت کرنے والی غمگسار ہوں۔ جبکہ وہ اللہ سے بھی ڈرنے والی ہوں۔ اور بدترین بیویاں وہ ہیں جو متکبر، زیب وزینت کو غیر مردوں کے لیے ظاہر کرنے والی ہوں۔ یہ منافق عورتیں ہیں، یہ جنت میں اتنی کم ہوں گی جیسے عرب میں ایک سفید ٹانگ والا کوا نادر ہوتا ہے اسی طرح یہ خواتین بھی جنت میں بہت نادر ہوں گی۔

حصین بن محصن اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کسی کام سے حاضر ہوئیں تو آپ نے ان کی ضرورت پوری کرنے کے بعد فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں، آپ نے پوچھا: خاوند کے ساتھ کیسے رہتی ہو؟ انہوں نے عرض کی: میں خاوند کی خدمت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی سوائے اس کے کہ میں وہ خدمت کرنے سے عاجز آ جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ضرور غور کر لو، خاوند کی نظروں میں تم کیسی ہو، کیونکہ تمہارا خاوند ہی تمہاری جنت یا جہنم ہے۔'' (نسائی)

جب زندگی خوشگوار گزر رہی ہو، میاں بیوی کے اخلاق و عادات ایک دوسرے سے ملتے ہوں، نہ کوئی نفرت ہو نہ کوئی ناپسندیدگی، تو پھر بیوی کا طلاق یا خلع مانگنا حرام ہے۔

سیدنا ثوبان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے اپنے خاوند سے بلاوجہ طلاق مانگی تو اس کے لیے جنت کی خوشبو سونگھنا بھی حرام ہے۔ (ابوداود)

سیدنا عقبہ بن عامر سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ خلع مانگنے والی، خاوند سے جھگڑنے والی عورتیں ہی منافق ہیں۔'' (طبرانی)

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ بلا عذر خلع مانگنا حرام ہے، کیونکہ اس سے میاں اور بیوی دونوں کو نقصان پہنچتا ہے اور یہ بلاوجہ نکاح کے فوائد کو ختم کرنا ہے۔

دو لڑنے والے میاں بیوی کے درمیان صلح کرانا مستحب ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند مغیث غلام تھا، گویا کہ میں ابھی اسے اپنی بیوی کے پیچھے پیچھے روتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور اس کے آنسو اس کی داڑھی کو بھگو رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا عباس سے فرمایا: اے عباس! تجھے مغیث کی شدید محبت اور بریرہ کی نفرت پر تعجب نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے صلح کرانے کیلئے بریرہ سے کہا: اگر تم اپنے سابقہ خاوند ہی کے پاس چلی جاؤ تو بہتر ہے۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں میں مغیث کی سفارش کر رہا ہوں۔ بریرہ نے یہ سن کر کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ (بخاری)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: اس واقعہ میں یہ دلیل ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہو تو عورت کے ولی کو حق نہیں کہ وہ اسے اس کے خاوند کے ساتھ رہنے پر مجبور کرے اور جب وہ اسے پسند کرتی ہو تو ولی کو ان میں جدائی کرنے کا اختیار بھی نہیں۔

''تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ انہیں تنگ کر کے اُس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔ ہاں اگر وہ کسی صریح بد چلنی کی مرتکب ہوں (تو ضرور تمہیں تنگ کرنے کا حق ہے)۔''

دوسرا خطبہ

اس حمد وثنا کے بعد!

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو، اس کا تقویٰ اختیار کرو، اور اس کی نافرمانی سے بچو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔''

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے عقد نکاح کو ختم کرنے اور طلاق کا حق مرد کو دیا ہے، لیکن حق طلاق کو ناجائز استعمال کرنا حرام ہے۔ اسے عورت کو تکلیف دینے اور اذیت پہنچانے کا ذریعہ بنانا جائز نہیں' اسے عورت کے لیے کوڑا بنانا درست نہیں۔ عورت کو دھمکی دینے، اذیت دینے اور اس کی اہانت کا ذریعہ بنانا ٹھیک نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بیویوں کو اچھے طریقے سے بساؤ یا عمدہ طریقے سے فارغ کرو۔''

امام سدی ''اچھے طریقے سے فارغ کرو'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عورت کے حقوق مکمل ادا کرے' اسے اذیت نہ دے، اسے گالیاں نہ دے اور جس نے عورت کو مار پیٹ کی، اسے اس کے حقوق سے محروم رکھا، اس کا نفقہ نہ دیا، حق مہر ادا نہ کیا یا بیویوں میں عادلانہ باری تقسیم نہ کی تا کہ وہ فدیہ دے کر اس سے خلع لے تو خلع باطل ہے اور جو رقم خاوند لے گا وہ اسے واپس کرنا ہوگی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ (النساء: 19)

''تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ انہیں تنگ کر کے اُس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔''

اور اگر وہ بدکاری کا ارتکاب کرے اور خاوند اسے حقوق سے محروم کر دے تا کہ وہ کچھ رقم دے کر خلع لے لے، اور عورت ایسے کر لے تو خلع درست ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾

''تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ انہیں تنگ کر کے اُس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔ ہاں اگر وہ کسی صریح بدچلنی کی مرتکب ہوں (تو ضرور تمہیں تنگ کرنے کا حق ہے)۔'' (النساء: 19)

اور بدکردار بیوی کو گھر میں رکھنا بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ خاوند کے دین اور اخلاق میں نقص کا باعث ہے۔ اس کی نیک نامی اور شہرت کے لئے نقصان دہ ہے اور اس کی عزت کی حفاظت کی بھی کوئی ضمانت نہیں، اس کی نسل کو بھی برباد کر سکتی ہے۔ اس میں کسی دوسرے کی نسل کو ملا سکتی ہے اور وہ عورت جو اللہ کے واجبی حقوق میں کوتاہی کی مرتکب ہے۔ مثلاً نماز نہیں پڑھتی اور کسی نصیحت پر بھی کان نہیں دھرتی تو ایسی عورت کو طلاق دینا مستحب ہے۔

برادرانِ اسلام! کچھ مرد ایسے ہیں جو لفظ طلاق کو بکثرت استعمال کرتے ہیں، ان کی یہ عادت ہی بن جاتی ہے۔ وہ ہر چھوٹی بڑی، معمولی اور غیر معمولی بات پر طلاق

باقی صفحہ 10 پر

ذکر الٰہی فوائد و ثمرات

جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

صدیوں پہلے کی بات ہے۔ ایک چھوٹے سے شہر میں عشاء کی نماز ہو چکی ہے۔ مسجد کے نمازی آہستہ آہستہ اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ مسجد کے کونے میں ایک مسافر بیٹھا اللہ کا ذکر کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر گزری کہ سوائے اس مسافر کے تمام نمازی اپنے گھروں کو جا چکے ہیں۔ اب مسجد میں صرف خادم اور مسافر رہ گئے ہیں۔ خادم نے تھوڑی دیر تو صبر کیا' پھر مسافر کے سر پر جا پہنچا اور بڑی سختی سے کہنے لگا: میاں! جلدی کرو' مسجد سے نکلو مجھے مسجد بند کرنی ہے۔ مسافر جو اپنے حلیے اور شخصیت سے بہت باوقار لگ رہا تھا' اس نے خادم سے کہا: میں اس شہر میں اجنبی اور مسافر ہوں۔ شہر میں میرا کوئی جاننے والا نہیں۔ اس لیے مجھے یہ رات مسجد ہی میں گزارنی ہے' مگر ہماری اس مسجد میں کوئی شخص رات کو قیام نہیں کر سکتا' خادم نے کہا۔ مسافر نے پھر اس سے کہا: دیکھو میرے بھائی! میں مسافر ہوں اور اس شہر میں اجنبی ہوں۔ میں اس وقت کہاں جاؤں؟ رات گہری ہو رہی ہے۔ خادم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا: مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ اس شہر میں تمہارا کوئی جاننے والا ہے یا نہیں' یا تم رات کہاں بسر کرو گے۔ فی الحال تو تمہیں مسجد کو خالی کرنا ہوگا۔ مجھے اسے تالا لگانا ہے۔ مسافر نے خادم کو بہتیرا سمجھانے کی کوشش کی' مگر خادم پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اب تو اس نے حد ہی کر دی۔ اس نے زبردستی مسافر کا بازو تھاما اور اسے سختی سے ساتھ لے کر مسجد سے باہر کی طرف چل دیا۔ مسافر اس سے بار بار درخواست کر رہا ہے: اللہ کے بندے! تمہیں کیا فرق پڑتا ہے؟ تمہارا کیا جائے گا۔ چند گھنٹوں کی تو بات ہے۔ صبح ہوتے ہی میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔

قارئین کرام! یہ وہ دور تھا جب مساجد میں مسافروں کا قیام وطعام قطعاً معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جس زمانے کی بات ہم کر رہے ہیں اس زمانے میں تو آتے جاتے راہ گیر مساجد ہی میں قیام کیا کرتے تھے۔ اہل محلہ ایسے لوگوں کے لیے خوشدلی سے اپنے گھروں سے کھانا لاتے۔ بعض مسافر کئی کئی دن مساجد میں قیام کرتے۔ اہل محلہ یا آس پاس رہنے والوں کی ذمہ داری تھی کہ وہ مسافروں کے قیام وطعام کی جملہ ضروریات کا خیال رکھیں۔ اس خادم کو نجانے کیا ہوا تھا کہ وہ اس مسافر کے ساتھ مسلسل بدتمیزی کرتا چلا جا رہا تھا۔ دیکھنے میں یہ مسافر کوئی عام شخص نظر نہ آتا تھا' بلکہ بہت ہی معزز ومحترم دکھائی دیتا تھا۔ مسافر بہر حال مسافر ہوتا ہے۔ وہ اجنبی اور لاچار ہوتا ہے۔ خادم مسافر کو مسجد سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ مسافر نے اس سے کہا: دیکھو! اگر تم مجھے مسجد کے اندر رات گزارنے کی اجازت نہیں دیتے تو مسجد کے دروازے کے باہر دہلیز پر سونے کی جگہ ہے میں اسی جگہ چادر بچھا کر رات گزار لیتا ہوں' مگر اس روز نہ جانے خادم کو کیا ہوا تھا کہ اس نے مسافر کو مسجد کی دہلیز پر سونے سے بھی روک دیا۔

قرآن کریم میں سورۃ آل عمران کے آخر میں اللہ رب العزت نے عقلمند لوگوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ ''جو اٹھتے' بیٹھتے' لیٹے ہوئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔''

مسجد کے سامنے ہی ایک تنور تھا۔ تنور پر آنے والے گاہکوں کا سلسلہ تھم چکا تھا۔ نانبائی اب گھر جانے کی تیاریوں میں تھا۔ اس نے مسافر اور خادم کے درمیان ہونے والی تکرار سنی تو تنور بند کر کے دکان کو تالا لگا کر مسافر اور خادم کی گفتگو سننے لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ خادم کسی طور بھی مسافر کو مسجد میں سونے کی اجازت دینے پر آمادہ نہیں تو وہ آگے بڑھا اور اس مسافر سے بہت ادب سے کہنے لگا: جناب! چلیے آپ رات میرے گھر پر بسر کر لیجیے۔ اس نے نہایت احترام سے مسافر کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر گھر کی طرف چل دیا۔ مسافر بھی اس وقت مجبور تھا۔ نہ جانے اس کے پاس پیسے نہیں تھے یا اس بستی میں کسی سرائے کا وجود ہی نہ تھا۔ مسافر نے دیکھا کہ نانبائی کثرت سے استغفار کرتا ہوا جا رہا ہے۔ گھر میں داخل ہوئے تو بھی اس کے ذکر و استغفار کا سلسلہ جاری رہا۔

مسافر کو نانبائی کا اہتمام کے ساتھ اس طرح ذکر واستغفار کرنا بہت بھلا لگا۔ نانبائی صبح سویرے پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے روزمرہ کے کام شروع کیے۔ آٹا گوندھنے لگا تو اس دوران بھی وہ کثرت سے ذکر اذکار کرتا رہا۔ مسافر نے بہت تعجب سے اس نانبائی کے معمولات پر غور کرنا شروع کیا۔ بظاہر یہ ایک ان پڑھ شخص ہے جس کا کام تنور میں روٹیاں لگانا اور فروخت کرنا ہے' مگر اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے اس قدر گہرا ہے کہ وہ مسلسل اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا چلا جا رہا ہے۔

قارئین کرام! وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں جو ہر حالت میں اپنے رب کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہیں' اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ ''تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد کروں گا۔'' ﴿وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ ''میرا شکر ادا کرو اور ناشکری سے بچ کر رہو۔''

قرآن کریم میں سورۃ آل عمران کے آخر میں اللہ رب العزت نے عقلمند لوگوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ ''جو اٹھتے' بیٹھتے' لیٹے ہوئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔'' اگلی آیت میں فرمایا: وہ لوگ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں سوچ وبچار کرتے ہیں۔ پھر وہ پکار اٹھتے ہیں: اے میرے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔''

قارئین کرام! دیکھا جائے تو وہ ایک معمولی نانبائی تھا' مگر وہ ہر قدم پر اپنے رب کو یاد کر رہا تھا۔ مسافر نے نانبائی سے کہا: سنو! میں نے جب سے تمہارے ساتھ ملاقات کی ہے' تم مسلسل اپنے خالق ومالک کو یاد کر رہے ہو' اس کا ذکر کر رہے ہو۔ لگتا ہے کہ ذکر کرنا تمہاری طبیعت

ثانیہ بن چکی ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے۔ جو شخص کثرت سے اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور ذکر واذکار کرتا رہتا ہے' اسے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔کیا تمہیں بھی اس کثرت سے ذکراذکار کرنے سے کوئی فائدہ ملا ہے؟ کہنے لگا: کیوں نہیں؟! جناب! مجھے زندگی میں اذکار کے بے پناہ فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے آج تک جتنی دعائیں مانگی ہیں سب قبول ہوگئی ہیں' بس ایک دعا باقی ہے جو قبول ہونے سے رہ گئی ہے۔ غالباً یہ میرے گناہوں کی وجہ سے اب تک قبولیت کا شرف حاصل نہیں کرسکی۔

مسافر نے حیرت اور تعجب سے پوچھا: نوجوان! مجھے بتاؤ' تمہاری وہ کون سی دعا ہے جو ابھی تک قبول نہیں ہوئی؟ نانبائی نے کہا: میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ میری ملاقات ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے ہو جائے۔ابھی تک ایسا موقع نہیں آسکا کہ میری ان سے ملاقات ہوجاتی۔

اجنبی مسافر نے نانبائی کی بات سنی تو مسکرادیے اور کہنے لگے: لومیاں! خوش ہوجاؤ' تمہاری وہ دعا بھی قبول کر لی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج ابوعبداللہ احمد بن حنبل کو زبردستی تمہارے گھر بھجوادیا ہے۔

قارئین کرام! اوپر جس واقعہ میں آپ اجنبی مسافر کا ذکر پڑھتے چلے آرہے ہیں' وہ چاروں مشہور ترین ائمہ میں سے چوتھے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل تھے۔ یہ کوئی عام شخصیت نہ تھے بلکہ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور زاہد تھے۔ میں کئی مرتبہ اس واقعہ پر غور کرتا ہوں اور اپنے ان سلف صالحین کی سادگی اور تواضع پر حیران رہ جاتا ہوں۔ سبحان اللہ! ابوعبداللہ کو کون نہیں جانتا تھا۔ لوگ تو ان کا نام سنتے ہی احترام سے نگاہیں نیچی کر لیتے تھے۔ ان کے دلوں میں امام صاحب کا بے حد احترام تھا۔ایک وقت تو ایسا بھی آیا جب خلیفہ واثق باللہ کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح امام احمد بن حنبل اس کے گھر تشریف لے آئیں۔ جب مسجد کا خادم انہیں نکال رہا تھا' اگر اسی وقت وہ اپنا تعارف کروا دیتے تو کئی لوگ انہیں اپنا مہمان بنانے کو اپنے لیے اعزاز تصور کرتے' مگر ان کا تقویٰ اور تواضع اس اعلیٰ مقام کی تھی کہ انہوں نے اپنا تعارف کسی کو نہیں کروایا۔

بات ذکر واذکار اور اس کے فضائل کی ہو رہی تھی کہ نانبائی نے استغفار اور ذکر کی کثرت سے یہ مقام حاصل کرلیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعائیں قبول فرما لیتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات واسباب پیدا فرما دیے کہ امام احمد بن حنبل جیسی عظیم شخصیت اس کے گھر کی مہمان بنتی ہے۔وہ اس کے گھر پوری ایک رات بسر کرتے ہیں۔

ایک حدیث قدسی ہے: ذکر واذکار کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: [أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي] ''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہی اس سے سلوک کرتا ہوں۔''

حدیث کا اگلا حصہ پڑھنے سے پہلے میں اپنے قارئین کرام سے کہوں گا کہ اپنے رب کے ساتھ ہمیشہ اچھا گمان رکھیے۔ اپنے آپ کو اللہ کی رحمت کا امیدوار سمجھیں اور مایوس کبھی نہ ہوں۔ یہ درست ہے کہ ہم بڑے گناہ گار اور خطا کار ہیں' مگر ہم جتنے زیادہ گناہ گار ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ مہربانی اور شفقت کرنے والا ہے۔کبھی یہ گمان نہ کریں کہ ہم خدانخواستہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ نہیں! ایسا ہرگز نہ سوچیں۔ اس کا ذکر' شکر اور عبادت کرتے رہیں۔ اپنے آپ کو شرک کی آلودگی سے پاک رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہ سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا سلسلہ قائم ودائم رکھیں۔

اب حدیث پاک کے اگلے الفاظ پڑھتے ہیں: ارشاد ہوا: جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ کسی جماعت میں مجھے یاد کرے تو میں اس سے بہتر جماعت یعنی مقرب فرشتوں کی جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آتا ہے تو میں دوڑتا ہوا اس کی طرف جاتا ہوں۔ کتنی خوبصورت حدیث ہے؟! یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔

ذرا غور وفکر کریں کہ ہمارا رب' وہ رب جو اس وسیع وعریض کائنات کا مالک وسلطان ہے' ہمیں یاد کرتا ہے تو اس کی لذت وچاشنی کے کیا کہنے!! اس تصور ہی سے کتنا مزا آتا ہے کہ ہمارا رب ہمیں یاد کر رہا ہے۔

اگر آپ کبھی پریشان حال ہیں' دل کو سکون اور چین نہیں مل رہا تو اللہ رب العزت کو یاد کیجیے۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر 28 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔'' پھر ہمارے جیسے گناہ گاروں کو جھنجھوڑنے کے لیے ارشاد فرمایا: ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ ''یاد رکھو! دل اللہ کے ذکر ہی سے مطمئن ہوتے ہیں۔''

اگر آپ کبھی پریشان حال ہیں' دل کو سکون اور چین نہیں مل رہا تو اللہ رب العزت کو یاد کیجیے۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر 28 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔''

قارئین کرام! کوئی ایسا وقت ہوتا ہے جب انسان اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ یقیناً ہم میں سے ہر کوئی چاہتا ہے کہ اسے چین وسکون ملے' تو اس کا بڑا سادہ اور آسان نسخہ ہے کہ ہم صبح وشام کے مسنون اذکار ہمیشہ پڑھتے رہیں۔ مثلاً گھر میں داخل ہوتے وقت اور وضو سے پہلے بسم اللہ' پھر وضو کے بعد کی دعا بھی پڑھا کریں۔ وضو کے بعد کی دعا کے الفاظ لکھتے ہوئے مجھے اللہ کے رسول ﷺ کی بہت پیاری حدیث یاد آگئی ہے۔ یہ بشارتیں ہم گناہ گاروں کے لیے ہیں۔ ان میں ہمارے لیے تسلی کا سامان ہے کہ دیکھو! بعض کام بڑے مختصر ہوتے ہیں' مگر ان کا اجروثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے وضو کیا اور اچھے طریقے سے وضو کیا۔ پہلے بسم اللہ پڑھی' پھر تمام اعضاء کو پاک پانی سے خوب دھویا۔ انگلیوں میں خلال کیا تاکہ وضو کا پانی تمام جگہوں پر پہنچ جائے۔ وضو کرنے کے بعد واش روم سے باہر آئے اور زبان پر یہ کلمات آگئے: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ

التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ]: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور مجھے ہر وقت پاک وصاف رہنے والوں میں سے بنا دے۔''

اب ان کلمات یا اذکار کا اجروثواب دیکھیے کہ اس شخص کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں' وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔''

اللہ کے رسول ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا نام تھا جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا' ایک دن وہ اپنے گھر میں فجر کی نماز کے وقت مصلے پر بیٹھ کر ذکر واذکار کر رہی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ ان کے پاس سے مسجد تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مسجد ہی میں تشریف فرما رہتے' حتی کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ پھر آپ اشراق کے نوافل ادا کرتے اور گھر تشریف لاتے۔ جب آپ سیدہ جویریہ کے ہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ ابھی تک مصلے پر بیٹھی ذکر واذکار میں مشغول ہیں۔ آپ نے پوچھا: جویریہ! کیا تم ابھی تک مصلے پر بیٹھ کر ذکر واذکار کر رہی ہو؟ عرض کیا: جی ہاں! اللہ کے رسول' میں اس وقت سے اب تک مصلے پر ہی بیٹھی ہوئی ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں نے یہاں سے جانے کے بعد چار کلمات ایسے کہے ہیں کہ اگر انہیں تمہاری اس ساری عبادت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یہ کلمات اجروثواب میں بڑھ جائیں۔

قارئین کرام! آیئے یہ چار کلمات ترجمہ سمیت پڑھتے ہیں۔ کیوں نہ انہیں یاد کر لیا جائے اور اپنے معمول میں شامل کر لیا جائے کہ ہمیں نہ صرف ان کلمات کو زبانی یاد کرنا ہے بلکہ انہیں ہر روز پڑھنا بھی ہے۔ آپ یہ نبوی وظیفہ کاغذ پر لکھ لیں' پہلے پہل اسے کاغذ سے دیکھ کر پڑھا کریں' پھر جب یاد ہو جائے تو زبانی پڑھا کریں۔

[سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ] ''میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی تعریفوں کے ساتھ'' [عَدَدَ خَلْقِهٖ] ''اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر'' [وَرِضَا نَفْسِهٖ] ''اور اس کی ذات کی رضا کے برابر'' [وَزِنَةَ عَرْشِهٖ] ''اور اس کے عرش کے وزن کے برابر'' [وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ] ''اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

نماز پڑھنے کے بعد مسجد میں بیٹھ کر ذکر واذکار کرنا سلف صالحین کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کچھ صحابہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! مال والے لوگ تو سارا اجروثواب لے گئے!! وہ ہماری طرح نمازیں بھی پڑھتے ہیں' روزے بھی رکھتے ہیں اور اپنے بچے ہوئے اموال کا صدقہ بھی دیتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھی صدقہ کرنے کے مختلف ذرائع بنا رکھے ہیں۔ بلاشبہ! سبحان اللہ' الحمد للہ' اللہ اکبر اور الحمد للہ کہنا صدقہ ہے۔ اسی طرح لا إلٰہ إلا اللہ کہنا بھی صدقہ ہے۔ نیکی کا ہر حکم صدقہ ہے۔ ہر برائی سے روکنا صدقہ ہے۔

ایک اور حدیث میں اس طرح آتا ہے کہ جب فقراء صحابہ نے امیر کبیر صحابہ کرام کے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے درجات کی بلندی کا ذکر کیا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم لوگ ہر فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ' 33 مرتبہ الحمد للہ' اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ چنانچہ فقراء صحابہ نے یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ چند دن گزرے' امیر صحابہ نے دیکھا کہ ان کے کچھ بھائی فرض نماز کے بعد کسی چیز کی گنتی کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ کچھ پڑھ بھی رہے ہیں۔ انہوں نے بھی ان سے پوچھ کر مذکورہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ فقراء صحابہ نے پھر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے جو خصوصی وظیفہ ہمیں بتایا تھا وہ تو امیر صحابہ نے بھی پڑھنا شروع کر دیا ہے؟! تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ ''یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔'' (جاری ہے)

بقیہ ازدواجی زندگی

کا لفظ بولتے ہیں۔

آدمی کی بری عادات میں سے ایک طلاق کی قسمیں کھانا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ اگر تو نے فلاں سے بات کی تو تجھے طلاق' یا وہ کہتا ہے کہ اگر میں نے فلاں شخص کے گھر کا کھانا کھایا تو میری بیوی کو طلاق، یا وہ کہتا ہے کہ اگر تو نے فلاں کے ساتھ سفر کیا تو تجھے طلاق، یا اگر تو نے فلاں کے گھر میں قدم رکھا تو تجھے طلاق، یا وہ مہمان کو کہتا ہے کہ اگر تم نے آج رات میرے ساتھ کھانا نہ کھایا تو میری بیوی کو طلاق۔ وہ ان تمام باتوں میں طلاق کی نیت نہیں کرتا، نہ بیوی کو فارغ کرنا مقصود ہوتا ہے، بلکہ وہ منع کرنے یا ترغیب دلانے کے لیے بطور قسم یہ الفاظ بولتا ہے تو یہ الفاظ بولنا اس کے لیے حرام۔ اور اس کے یہ کلمات مجرمانہ ہیں۔ خانگی زندگی کی اہانت ہے، بیوی اور بچوں کے حقوق کی بے توقیری ہے۔ طلاق کے احکام کو کھیل تماشہ بنانا ہے۔ خاوند کیلئے واجب ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ لفظ طلاق کو بولنے سے اجتناب کرے، طلاق کی دھمکی دینے اور اس کی نیت کرنے سے بچے۔

اس لیے اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اللہ کی آیتوں کا مذاق مت اڑاؤ، اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کرو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ)

''اور جو لوگ حدود الٰہی سے تجاوز کریں، وہی ظالم ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾

''اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا۔'' (الطلاق: 1)

اے اللہ! ہمارے مریضوں کو شفا عطا فرما۔ ہمارے مصیبت زدگان کو عافیت عطا فرما۔ ہمارے قیدیوں کو رہائی عطا فرما۔ ہمارے فوت شدگان پر رحمت فرما۔ اے رب العالمین! ہمارے دشمنوں پر ہماری مدد فرما۔ اے اللہ! اے سمیع! اے قریب! اے دعاؤں کو قبول فرمانے والے رب! ہماری دعائیں قبول فرما۔ ہماری التجائیں مقبول بنا دے اور ہماری آخری پکار یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔

درس قرآن

⊙ 3 مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدی اہل حدیث سوڈی وال نزد کھڈیاں خاص میں قاری صبغت اللہ احسن درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: حافظ محمد طارق ضیاء الہ آبادی

استخارہ احکام و مسائل

جناب مولانا محمد حماد اثری

کسی جائز کام میں اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی طلب کرنا استخارہ کہلاتا ہے۔

اہمیت وافادیت:

خیر و شر ہر کام کے دو اجزاء ہیں، کسی بھی کام سے خیر کشید کر لینا اور شر سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا انسان کے بس میں نہیں، یہ قدرت صرف اللہ کریم کے پاس ہے۔ استخارہ نام ہے خود سپردگی کا کہ اے اللہ! میں یہ کام کرنے جا رہا ہوں تو اس کا وکیل ہے، اس میں خیر عطا کرنا۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک کام میں بظاہر خیر نظر آتی ہے مگر اس میں خیر ہوتی نہیں، یا خیر کے ساتھ شر بھی اُمڈ آتا ہے، اس لئے چاہیے کہ ہر کام سے پہلے استخارہ کر لیا جائے اور وہ کام اللہ کی نگہبانی میں سرانجام دیا جائے۔ تاکہ شر ختم ہو اور زندگی خوشیوں کا استعارہ بن جائے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

[وَفِيهِ اِسْتِحْبَابُ صَلَاةِ الْاِسْتِخَارَةِ لِمَنْ هَمَّ بِأَمْرٍ سَوَاءٌ كَانَ ذَلِكَ الْأَمْرُ ظَاهِرُ الْخَيْرِ أَمْ لَا.]

''ہر کام سے پہلے استخارہ مستحب ہے، اس میں بظاہر خیر ہو یا نہ ہو۔'' (شرح صحیح مسلم)

استخارہ کا طریقہ:

استخارہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور مسلمان کے لیے محفوظ قلعہ ہے۔ ہمارے ہاں اس سنت کو انتہائی بھیانک تعبیریں پہنا دی گئی ہیں۔ اسے ذوق اسلام کے مطابق سمجھنے کے بجائے اس قدر الجھا دیا گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ استخارہ یہ ہے کہ دو رکعت نوافل ادا کریں اور دعائے استخارہ پڑھ کر کام شروع کریں، مثلاً:

- رشتہ طے کرنے کے لئے گھر سے نکلیں، تو استخارہ کریں۔
- کاروبار شروع کرنے سے پہلے استخارہ کریں۔
- سفر پر روانہ ہونے سے پہلے استخارہ کر لیں۔

یہ ذہن کہ استخارہ کے بعد سو جائیں تو خواب میں اشارہ ملے گا، بے حقیقت ہے جو قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔

دعائے استخارہ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمیں تمام کاموں میں استخارہ یوں سکھاتے جیسے قرآن کی سورت سکھا رہے ہوں، فرماتے کسی کام کا ارادہ ہو تو دو رکعت ادا کریں اور یہ دعا پڑھیں:

[اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ.]

''یا اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے وسیلہ سے خیر کا طالب ہوں، تیری قدرت کے وسیلہ سے اس کام پر قدرت وطاقت چاہتا ہوں، تیرے فضل عظیم کا سوالی ہوں، تو قدرت رکھتا ہے میں نہیں رکھتا، تو جانتا ہے میں نہیں جانتا، تو غیب کو خوب جانتا ہے، رب کریم! اگر یہ کام میرے دین، معاش اور انجام کار کے لئے بہتر ہے تو مجھے اس کی توفیق عطا فرما، اسے میرے لئے آسان کر اور بابرکت بنا، اگر یہ کام میرے دین، معاش اور انجام کار کے لئے برا ہے تو مجھے اس سے دور کر دے، اسے مجھ سے دور کر دے اور میرے لئے بہتر فیصلہ فرما اور اس پر اطمینان نصیب فرما۔'' (صحیح البخاری)

دُعا میں [هٰذا الامر] کی جگہ اپنی ضرورت بیان کریں۔

منگنی کے لیے استخارہ:

نبی کریم ﷺ نے منگنی کے لئے استخارہ کی مخصوص دعا سکھائی ہے۔ استخارہ خود کریں، کسی سے کروانا جائز نہیں۔ ٹی وی چینلز پر استخارہ کا کاروبار عام ہے، دوسروں کے لئے استخارہ کیا جاتا ہے، یہ شکم پروری کا ذریعہ تو ہو سکتا ہے، شریعت نہیں۔ ان سے بچیں اور اللہ سے تعلق مضبوط کریں، اسی میں بہتری ہے۔

1. سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کو نکاح کا پیغام بھیجیں تو اسے پوشیدہ رکھیں، وضو کریں، نماز پڑھیں، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کریں اور یہ دعا پڑھیں:

[اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ فَإِنْ رَأَيْتَ لِي فُلَانَةً (تُسَمِّيهَا بِاسْمِهَا) خَيْرًا لِّي فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي فَاقْدُرْهَا لِي وَإِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا لِّي مِنْهَا فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي فَاقْضِ لِي بِهَا.]

''یا اللہ! تُو طاقت رکھتا ہے میں نہیں رکھتا، تو جانتا ہے میں نہیں جانتا، تو ہی غیب کو جاننے والا ہے، اگر فلاں عورت (یہاں عورت کا نام لیا جائے) میرے دین، دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے تو اسے میرا مقدر بنا دے، اگر کوئی دوسری عورت میرے دین، دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے تو میرے حق میں اس کا فیصلہ فرما۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی، السنن الکبریٰ للبیہقی، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کے راویوں کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

2. نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے کہا:

[مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى أُؤَامِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا.]

''میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتی جب تک اپنے رب سے استخارہ نہ کر لوں، یہ کہہ کر اپنی جائے نماز پر کھڑی ہو گئیں۔'' (مسلم)

استخارہ کے چند مسائل:

1. عملی زندگی میں استخارہ کا اہتمام ہونا چاہیے۔
2. ایک کام کے لئے استخارہ کیا اور وہ کام نہ کر سکے اگر دوبارہ وہی کام کرنا چاہتے ہیں تو ازسرنو استخارہ کرنا

باقی صفحہ 14 پر

ہندوانہ تہوار
بسنت کی حقیقت!

تحریر: جناب میاں عتیق الرحمن (ریسرچ سکالر)

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے۔ اس نے زندگی کے تمام شعبہ جات کے لیے اپنے ماننے والوں کو بہترین اور عمدہ اصول وقوانین پیش کیے ہیں۔ اخلاقی زندگی ہو یا سیاسی، معاشرتی ہو یا اجتماعی وسماجی، ہر قسم کی زندگی کے ہر گوشہ کے لیے اسلام کی جامع ہدایات موجود ہیں اور اسی مذہب میں ہماری نجات مضمر ہے۔

مگر آج ہم پر یورپ اور یہود ونصاریٰ کی تقلید کا بھوت سوار ہے اور مغربی تہذیب کے ہم دلدادہ ہیں۔ یورپی تہذیب وتمدن اور طرزِ معاشرت نے مسلمانوں کی زندگی کے مختلف شعبوں کو اپنے رنگ میں رنگ دیا ہے۔ مسلمانوں کی زندگی میں انگریزی تہذیب کے بعض ایسے اثرات بھی داخل ہوگئے ہیں جن کی اصلیت وماہیت جاننے کے بعد ان کو اختیار کرنا انسانیت کے قطعاً خلاف ہے؛ مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ ان اثرات پر مضبوطی سے کاربند ہے؛ حالاں کہ قوموں کا اپنی تہذیب وتمدن کو کھودینا اور دوسروں کے طریقۂ ہائے زندگی اختیار کرلینا ان کے زوال اور خاتمہ کا سبب ہوا کرتا ہے۔

انسانی تاریخ کے دورِ اوّل میں مذہب کا انسانی معاشرے پر بہت گہرا اثر رہا ہے۔ اس دور میں مذہبی اور الہامی تعلیمات کے خلاف عقلی بغاوت کا تصور تک نہیں تھا، اس لئے قدیم انسانی معاشرے میں کسی ایسے تہوار یا ثقافتی سرگرمی کا رواج پانا ممکن نہ تھا جس کی تائید مذہبی تعلیمات سے نہیں ہوتی تھی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کرۂ ارض پر قدم رکھنے والا پہلا انسان خدا تعالیٰ کا فرستادہ پیغمبر تھا یعنی حضرت آدم علیہ السلام۔ اس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک طویل سلسلہ ہے جو وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے زیر اثر جو تہذیب وتمدن فروغ پایا، اس کی اساس یقیناً مذہبی ہی تھی۔ اگرچہ بعد میں مذہب سے جزوی روگردانی کی صورتیں بھی نمودار ہوئیں لیکن مذہب کی اساسی تعلیمات کا اثر کبھی بھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوا۔ کسی ثقافتی سرگرمی کے صحیح یا غلط، جائز یا ناجائز قرار دینے میں ہمیشہ مذہب کو معیار اور میزان تسلیم کیا گیا۔ ایسی ثقافتی سرگرمیاں جو مذہب کے اساسی تصورات سے متصادم نہیں تھیں، انہیں بالعموم جائز قرار دیا گیا۔ اس کے برعکس مذہبی روح سے ٹکرانے والی اقدار اور سرگرمیوں کو ناپسندیدہ قرار دے کر لہو ولعب گردانا گیا۔ ثقافت اور مذہب کے باہمی رشتوں کی موزونیت کا تعین کرنے کے لئے آج بھی قابل اعتماد معیار وہی ہے، اس معیار اور میزان کو قائم رکھنے سے ہی معاشرے کا توازن قائم رکھا جاسکتا ہے۔

بیساکھی اور بسنت وغیرہ کے متعلق یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ یہ موسمی اور ثقافتی تہوار ہیں۔ ایسا صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو ان تہواروں میں حصہ تو لیتے ہیں، البتہ ان کا پس منظر جاننے کی زحمت انہوں نے کبھی گوارا نہیں کی۔

اقوامِ عالم کے معروف ترین تہواروں کی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایک مخصوص پس منظر رکھتے ہیں۔ یہودیوں کا سب سے بڑا تہوار ''ھنوکا'' ایک مذہبی تہوار ہے۔ اَعداد وشمار کے اعتبار سے عیسائیت کو دنیا کا سب سے بڑا مذہب سمجھا جاتا ہے، عیسائی معاشرے میں کرسمس اور ایسٹر بے حد جوش وخروش سے منائے جاتے ہیں۔ ہندومت کا شمار قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے۔ ہندو معاشرے میں مختلف تہوار منائے جاتے ہیں۔ مثلاً دیوالی، دسہرا، ہولی، بیساکھی، بسنت وغیرہ۔ ان تمام تہواروں میں ادا کی جانے والی رسومات کو ہندومت میں مذہبی عبادات کا درجہ حاصل ہے۔ دیوالی، دسہرا اور ہولی کے متعلق تو سب جانتے ہیں کہ یہ ہندوؤں کے مذہبی تہوار ہیں، مگر بیساکھی اور بسنت وغیرہ کے متعلق یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ یہ موسمی اور ثقافتی تہوار ہیں۔ ایسا صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو ان تہواروں میں حصہ تو لیتے ہیں، البتہ ان کا پس منظر جاننے کی زحمت انہوں نے کبھی گوارا نہیں کی۔

تاریخ کے ایک محقق مؤرخ اور سائنسدان علامہ ابوریحان البیرونی تقریباً ایک ہزار سال قبل ہندوستان تشریف لائے تھے۔ انہوں نے کلرکہار (ضلع چکوال) کے نزدیک ہندوؤں کی معروف یونیورسٹی میں عرصۂ دراز تک قیام کیا، وہیں انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف کتاب الہند تحریر کی۔ یہ کتاب آج بھی ہندوستان کی تاریخ کے ضمن میں ایک مستند حوالہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے باب ۷۶ میں انہوں نے عیدین اور خوشی کے دن کے عنوان کے تحت ہندوستان میں منائے جانے والے مختلف مذہبی تہواروں کا ذکر کیا ہے۔ اس باب میں عید بسنت کا ذکر کرتے ہوئے علامہ البیرونی لکھتے ہیں:

''اسی مہینہ میں استوائے ربیعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے، حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں، دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں۔'' (کتاب الہند)

آیئے! پہلے اس حقیقت سے واقف ہوتے ہیں کہ یہ کیسے شروع ہوئی اور آخر یہ کس کی رسم ہے؟ ادھر موسم بہار کا آغاز ہوتا ہے تو ہر طرف بوکاٹا کی صدائیں بلند ہو جاتی ہیں، اسکے ساتھ ساتھ محبوبوں کا دن ویلنٹائن ڈے بھی بہار میں ہی منایا جاتا ہے۔ ہر طرف بدتمیزی عام ہوتی ہے۔ رات کے وقت لائٹنگ اور ساؤنڈ سپیکر لگا کر اونچی آوازوں سے شرفاء کا جینا دو بھر کر دیتے ہیں۔ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا اس کو بہت زیادہ کوریج دیتا۔ پہلے پہل اس رسم یعنی بسنت کا آغاز ہندوستان کے مشہور صوبوں اتر پردیس اور پنجاب میں ہوا۔ پھر لاہور میں گستاخِ رسول کو جہنم واصل کرنے کے بعد اس کی یاد میں ہندوؤں نے اسے منایا۔ ایک ہندو مؤرخ ڈاکٹر بی ایس نجار (Dr. B.S. Nijjar) نے اپنی کتاب Punjab under the later Mughals کے صفحہ نمبر 972 پر لکھا ہے، مختصراً یہ کہ:

حقیقت رائے نامی ہندو نوجوان باکھ مل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا لڑکا تھا۔ ایک دفعہ اس کی لڑائی کچھ مسلمان نوجوانوں سے ہوگئی، اس ہندو نوجوان نے سرورِ کائنات ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا گفتگو کی۔ گالیاں

دیں اور ساتھ ساتھ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شانِ میں مغلظات بکے، جس سے برصغیر کے سارے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوگئے۔ اس وقت کا گورنر زکریا خان مسلمان تھا، اس نے گستاخ ہندو نوجوان کو اس کے جرم کی پاداش میں گرفتار کروادیا۔ عدالتی کاروائی کیلئے لاہور لایا گیا' اس کے گرفتار کرنے سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی سوگ منانے لگی۔ اس سے ان کو بڑا شدید دھچکا لگا لہٰذا پھر کچھ ہندو آفیسرز مل کر گورنر پنجاب کے پاس گئے اور اس نوجوان کیلئے درخواست کی کہ اس کو معاف کردیا جائے۔ مگر گورنر پنجاب زکریا خان نے صحیح مسلمان ہونے کا حق ادا کردیا اور معاف نہ کیا۔ بہرحال اس نوجوان کو کوڑے مارے گئے اور پھر تلوار سے گردن اُڑادی گئی۔ پھر ہندوؤں نے اس کی یاد میں بسنت کا تہوار منانا شروع کر دیا۔ اس نوجوان کی سمادھی لاہور میں ہے۔ پنجاب کا بسنت میلہ اسی حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ افسوس کہ ہم ایک گستاخِ رسول کی یاد مناتے ہیں۔

اگر بسنت محض موسمی تہوار ہوتا تو یہ صرف لاہور ہی نہیں بلکہ پاکستان کے دیگر علاقوں میں بھی اتنا ہی مقبول ہوتا۔ اندرونِ سندھ میں جہاں اب بھی ہندوؤں کی کثیر تعداد رہائش پذیر ہے، وہاں پتنگ بازی یا بسنت کی وہ ہنگامہ آرائی نظر نہیں آتی جس کا مظاہرہ لاہور یا اس کے گردونواح میں کیا جاتا ہے۔ ایسی صورتحال بلاوجہ نہیں بلکہ اس کا ایک مخصوص تاریخی پس منظر ہے۔ روزنامہ نوائے وقت میں بسنت کے بارے میں تجزیاتی رپورٹ شائع ہوئی، اس کے متعلقہ حصے ملاحظہ فرمائیے:

بسنت خالص ہندو تہوار ہے اور اس کا موسم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت میں بسنت کی کہانی ہر سکول میں پڑھائی جاتی ہے لیکن لاعلمی یا بھارتی لابی کی کوششوں سے بسنت کو اب پاکستان میں مسلمانوں نے موسمی تہوار بنالیا ہے۔ بسنت کی حقیقت کیا ہے اور اس کا آغاز کیسے ہوا، اس بارے میں ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ قریباً دو سو برس قبل لاہور کے ایک ہندو طالب علم حقیقت رائے نے محمد مصطفی ﷺ کے خلاف دشنام طرازی کی۔ مغل دور تھا اور قاضی نے ہندو طالب علم کو سزائے موت سنا دی۔ اس ہندو طالب علم کو کہا گیا کہ وہ اسلام قبول کرلے تو اسے آزاد کردیا جائے گا مگر اس نے اپنا دھرم چھوڑنے سے انکار کردیا۔ چونکہ اس نے اقرارِ جرم کرلیا تھا، لہٰذا اسے پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی لاہور میں علاقہ گھوڑے شاہ میں سکھ نیشنل کالج کی گراؤنڈ میں دی گئی۔ قیام پاکستان سے پہلے ہندوؤں نے اس جگہ یادگار کے طور پر ایک مندر بھی تعمیر کیا لیکن یہ مندر آباد نہ ہوسکا اور قیامِ پاکستان کے چند برس بعد سکھ نیشنل کالج کے آثار بھی مٹ گئے۔ اب یہ جگہ انجینئرنگ یونیورسٹی کا حصہ بن چکی ہے۔ ہندوؤں نے اس واقعہ کو تاریخ بنانے کے لئے، اپنے اس ہندو طالب علم کی قربانی کو بسنت کا نام دیا اور جشن کے طور پر پتنگ اُڑانے شروع کردیئے۔ آہستہ آہستہ یہ پتنگ بازی لاہور کے علاوہ انڈیا کے دوسرے شہروں میں بھی پھیل گئی۔ اب ہندو تو اس بسنت کی بنیاد کو بھی بھول چکے ہوں گے مگر پاکستان میں مسلمان بسنت منا کر اِسلام کی رسوائی کا اہتمام کرتے رہتے ہیں

"بسنت خالص ہندو تہوار ہے اور اس کا موسم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت میں بسنت کی کہانی ہر سکول میں پڑھائی جاتی ہے لیکن لاعلمی یا بھارتی لابی کی کوششوں سے بسنت کو اب پاکستان میں مسلمانوں نے موسمی تہوار بنالیا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت، ۴ فروری ۱۹۹۴ء)

سیکولر لادین اور مغرب زدہ طبقہ تو ایک طرف رہا، بظاہر مذہبی اَفراد کو بھی بسنت منانے سے روکا جائے تو وہ اسے محض ملا کا وعظ کہتے ہوئے مسترد کردیتے ہیں۔ ان کے خیال میں پاکستان میں مذہبی پارساؤں کا ایک عوام دشمن گروہ ہے جو لوگوں کو سچی، حقیقی اور بے ضرر تفریح کے مواقع سے بھی محروم کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس بات کو ذہنی طور پر تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں کہ بسنت ہندوؤں کا ایک مذہبی تہوار بھی ہے جو اسے خاص موسم میں مناتے ہیں۔ حقیقت رائے کی یاد میں منائے جانے والے بسنت میلہ کے پس منظر سے تو شاید ہی کوئی واقف ہو۔ ہندو اور سکھ مؤرخین برملا اعتراف کرتے ہیں کہ لاہور میں بسنت پنچمی کے روز منایا جانے والا میلہ حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ مگر ہمارے بعض مسلمان بضد ہیں کہ یہ صرف موسمی تہوار ہے۔ بعض افراد یوں بھی کہتے ہیں کہ بسنت ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہوگا مگر ہم تو اسے محض موسمی اور ثقافتی تہوار سمجھ کر مناتے ہیں' یہ ان کا محض تجاہل عارفانہ ہے۔

مذہبی لحاظ سے تو بسنت منانا قابل اعتراض ہے، لیکن خالصتاً موسمی اور ثقافتی تہوار کی حیثیت سے بھی اس کی حمایت نہیں کی جاسکتی۔ گذشتہ چند برسوں سے لاہور کے نودولتیوں، سمگلروں اور عیاشوں نے بسنت کے تہوار کو اپنی اباحیتِ مطلقہ کے اِظہار کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ ایک بظاہر سماجی تہوار میں جس طرح سماجی اَخلاقیات کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں، وہ ہر اعتبار سے قابل مذمت ہے۔ شاید ہی کوئی دوسرا ثقافتی تہوار ہو جس میں اس قدر وسیع پیمانے پر شراب وکباب اور شباب کا استعمال کیا جاتا ہو۔ اخبارات میں فائیو سٹار ہوٹلوں، حویلیوں اور بعض کوٹھیوں میں بسنت منانے والے خواتین وحضرات کی تصاویر عام شائع ہوتی ہیں، مگر ان مواقع پر رقص وسرود، شراب نوشی اور طوائف بازی کی بے باکانہ گناہ آلود مجالس کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ ایسی مجالس میں منتخب افراد کو مدعو کیا جاتا ہے، دوسری یہ کہ ان مجالس کے شرکاء اس کی تفصیلات ہر صحافی کو کم ہی بتاتے ہیں۔

بسنت ایک ایسا تہوار ہے جس میں امیر، متوسط اور غریب گھرانے اپنی اپنی مالی اِستعداد کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔ فروری کا مہینہ شروع ہوتے ہی بسنت کی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں۔ پتنگ بازی جہاں ایک بہت بڑا شغل سمجھا جاتا ہے، وہاں پتنگ سازی اچھی خاصی صنعت کا روپ دھار چکی ہے، ایک فضول شوق کی تکمیل میں قوم کا کروڑوں روپے کا سرمایہ برباد کردیا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو مالی پریشانیوں سے دوچار ہیں اور زندگی کی گاڑی مشکل سے چلا رہے ہیں، انہیں بھی چاہے قرض کیوں نہ لینا پڑے وہ بسنت ضرور مناتے ہیں۔ ایک جنون ہے جو لوگوں پر طاری ہوجاتا ہے یا کردیا جاتا ہے۔ دو چار روپے کی پتنگ لوٹنے کے لئے لڑکے بالے ہاتھوں میں ڈھانگے لئے سڑکوں پر دیوانہ وار پھرتے ہیں، انہیں تیز رفتار ٹریفک کا احساس ہوتا ہے نہ انہیں مکانات کی چھتوں سے گرنے کا احتمال روکتا ہے۔ کٹی ہوئی پتنگ دیکھتے ہی ان پر دیوانگی اور پاگل پن طاری ہوجاتا ہے۔ ہر سال ایسی خبریں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ ایک درخت

پر اُٹکی ہوئی پتنگ کو اُتارتے ہوئے ایک دس سالہ بچہ شاخ ٹوٹنے کی وجہ سے زمین پر گر پڑا۔

آج کل بسنت کا تہوار محض پتنگ بازی تک محدود نہیں رہا، اس میں آتشیں خودکار اسلحہ سے فائرنگ کا خطرناک رُجحان بھی فروغ پاچکا ہے۔ بسنت کی رات پورا شہر کان پھاڑنے والی فائرنگ کی زد میں رہتا ہے۔ کوئی اگر مریض ہے اور شور سے پریشان ہوتا ہے تو جانے اپنی بلا سے، بسنت بازوں کو اس کی کچھ پروا نہیں، ایک دھماکوں کا سلسلہ ہوتا ہے جو طلوعِ سحر تک جاری رہتا ہے۔ فائرنگ کے ساتھ ڈیک لگا کر اونچی آواز میں موسیقی کے نام پر طوفانِ بدتمیزی برپا کیا جاتا ہے۔ پتنگ کٹنے یا کاٹنے پر لڑکیاں لڑکے مل کر مجنونانہ اُچھل کود کرتے ہیں۔ چھتوں پر دندناتے ہیں اور بے تحاشا ہڑبونگ مچاتے ہیں۔ اگر کوئی ناسازیٔ طبع کی بنا پر نیچے کمروں میں سویا ہوا ہے، اسے پہنچنے والی ذہنی اذیت کا احساس تک نہیں کیا جاتا۔

بسنت کے موقع پر اس قدر جوش وخروش اور جنون خیزی کا مظاہرہ کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کی ذمہ داری کسی ایک طبقہ پر نہیں ڈالی جاسکتی۔ حکومت، ذرائع اَبلاغ، پریس، سیکولر طبقہ، والدین، اساتذہ، سماجی راہنما، طبقہ علماء سب نے اس معاملے میں کوتاہی کا ارتکاب کیا ہے۔ ہمیں اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم نے نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت اور راہنمائی کے فرائض کو اَحسن طریقے سے نبھانے میں غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ماضی قریب میں پتنگ بازی کو آبرومندانہ شغل یا تفریح نہیں سمجھا جاتا تھا۔

بسنت جیسے تہوار کے متعلق جنون خیزی پیدا کرنے میں سب سے زیادہ کردار ذرائع ابلاغ پر چھائے ہوئے ایک مخصوص طبقہ نے ادا کیا ہے جو تہذیب وثقافت کے نام پر اس ملک میں بیہودگی کو رواج دینا چاہتا ہے۔ بسنت کے موقع پر ٹیلی ویژن پر پتنگ باز سجنا جیسے واہیات گانوں کو بار بار پیش کیا جاتا ہے، اخبارات میں خصوصی ایڈیشن شائع کئے جاتے ہیں جس میں بازاری عورتوں کو بسنتی لباس میں دکھایا جاتا ہے۔ اَخباری رپورٹوں میں بار بار بسنت کے اِنتظامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور اِعلانات شائع کئے جاتے ہیں کہ فلاں فلاں مقامات پر بسنت انتہائی جوش وخروش سے منایا جائے گا۔ یہ ساری سرگرمیاں نوجوانوں میں بسنت کے متعلق آتش شوق کو بھڑکا دیتی ہیں۔

ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کہیں ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک گستاخِ رسول کی یاد میں منعقد کئے جانے والے بسنت میلہ میں شریک ہو کر توہین رسالت کا ارتکاب تو نہیں کررہے؟ کیا ہم ہندوؤں کے مذہبی تہوار کو منا کر دوسری قوموں سے مشابہت کے گناہ کا اِرتکاب تو نہیں کررہے؟ کیا ہمارا بسنت منانے کا طور طریقہ لہو ولعب کی تعریف میں شامل تو نہیں؟ اہل اقتدار کو بھی ضرور سوچنا چاہیے کہ وہ بسنت جیسے تہواروں کی سرپرستی کرکے کہیں مسلمانوں کے اصل تہواروں کے متعلق عام لوگوں میں عدمِ دلچسپی کے جذبات کو تو پروان نہیں چڑھا رہے؟ بسنت کے نام پر رقص و سرور، ہلڑ بازی، ہاؤ ہو، شور شرابہ، چیخم دھاڑ، فائرنگ، وغیرہ مہذب قوموں کا شعار نہیں۔

ہر سال بسنتیوں کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طریقے حکومتی پابندی کو ختم کرایا جائے۔ حکومتی حلقوں میں بھی بعض لوگ اس بارے نرم گوشہ رکھتے ہیں لیکن وزیر داخلہ کے واضح بیان سے ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ہم حکومتی فیصلے کی تائید کے ساتھ استدعا کرتے ہیں کہ بسنت پر پابندی کے ساتھ ساتھ مزید سخت اقدامات کیے جائیں تا کہ ایسا جان لیوا کھیل جو کہ فضول رسم کے ساتھ منفعت عامہ کے بھی خلاف ہے اسے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت اور سمجھ نصیب فرمائے۔ آمین!

بقیہ استخارہ احکام ومسائل

ہوگا۔ [إِذَا هَمَّ بِالْأَمْرِ۔]

''جب کسی کام کا ارادہ کریں (تو استخارہ کرلیں)۔''

[هَمَّ] سے مراد پختہ ارادہ ہے۔

③ استخارہ کی مستقل نماز ہے، کوئی دوسری نماز اس سے کفایت نہیں کرتی۔

علامہ محمد عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ [مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ] کے الفاظ کی شرح میں لکھتے ہیں:

[فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا تَحْصُلُ سُنَّةُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ بِوُقُوعِ الدُّعَاءِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ]

''یہ الفاظ دلیل ہیں کہ فرض نماز کے بعد دعائے استخارہ پڑھنے سے سنت استخارہ ادا نہیں ہوتی۔''

④ دعائے استخارہ نماز کے بعد کی جائے،

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛

[وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ وَالدُّعَاءِ عَقِيبَهَا وَلَا أَعْلَمُ فِي ذَلِكَ خِلَافًا]

''حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے نماز استخارہ کی مشروعیت اور اس کے بعد دعا پر دلیل ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔'' (نیل الاوطار)

⑤ باتفاق علمائے کرام نماز استخارہ مستحب اور سنت موکدہ ہے، واجب نہیں۔

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

[وَلَمْ أَرَ مَنْ قَالَ بِوُجُوبِ الْإِسْتِخَارَةِ۔]

''میرے خیال میں کسی نے نماز استخارہ کو واجب نہیں کہا۔'' (فتح الباری شرح صحیح البخاری)

⑥ نماز استخارہ کی قراءت متعین نہیں، کوئی بھی سورت' فاتحہ کے بعد پڑھی جاسکتی ہے۔

⑦ دعائے استخارہ یاد کرلیں، اس کے معانی اور مطالب سیکھیں، یاد نہ ہو تو دیکھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

⑧ نماز استخارہ سبھی ہے، اوقات ممنوعہ میں بھی ادا کی جاسکتی ہے، رات کے ساتھ خاص کرنا بلا دلیل ہے۔

⑨ استخارہ میں نیابت جائز نہیں، صاحب معاملہ ہی استخارہ کرے گا۔

⑩ ایک کام میں ایک بار استخارہ کرنا چاہیے، بار بار استخارہ درست نہیں۔

استخارہ اور اسلاف امت:

اسلاف امت خیر و بھلائی کے ہر کام میں سبقت رکھتے ہیں، بل کہ خیر کے تمام امور ان سے جڑے ہوئے ہیں، استخارہ پر ان کا بہ کثرت عمل رہا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کعبہ کے لئے استخارہ کیا، فرمایا کہ

[إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّي ثَلَاثًا، ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِي]

''میں اپنے رب سے تین دفعہ خیر کا طلب گار ہوا، پھر اس کا عزم کرلیا۔'' (مسلم)

استخارہ میں حکمت:

استخارہ میں حکمت یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ لیں، استخارہ میں عاجزی و انکساری کا اظہار اور توحید ربانی کا اقرار ہے، انسان اعتراف کرتا ہے کہ تمام تر بھلائیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، دو رکعت نماز ادا کر کے اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف الامور ہے، بھلائی عطا کرنا اور شر سے دور کرنا اسی کی قدرت ہے۔

ظل اور بروز کی حقیقت

قسط نمبر ۳

تحریر
جناب مولانا عبیداللہ لطیف (فیصل آباد)

اصحاب بدر اور مرزا قادیانی کی ظلیت:۔

محترم قارئین! اصحاب بدر کی عظمت اور شان تو کسی سے پوشیدہ نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان اقدس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو دیکھ کر فرمایا:

[اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّة اَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ]

یعنی ''تم جیسے چاہو کام کرو تمہارے لیے تو جنت واجب ہوگئی یا میں نے تم کو بخش دیا۔'' (بخاری)

قارئین! مرزا قادیانی نے انجام آتھم میں اصحاب بدر کے مقابل جو 313 افراد کی فہرست ترتیب دی ہے اس کے آغاز میں مرزا قادیانی رقمطراز ہے کہ

''اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس چھپی کتاب ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں' لیکن میں پہلے اس سے بھی ''آئینہ کمالات اسلام'' میں تین سو تیرہ نام درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجت کے لیے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی اور بموجب منشاء حدیث کے یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے' بعض بعض سے محبت انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم)

مندرجہ بالا تحریر میں مرزا قادیانی نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کا بھی ذکر کیا ہے کہ ان 313 افراد کے نام اس کتاب میں بھی شامل ہیں۔ اس کتاب کی فضیلت بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے اس کتاب کے آخر میں ایک اشتہار دیا ہے جس میں مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

''اخیر میں یہ بات بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کی تحریر کے وقت دو دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت مجھ کو ہوئی اور آپ ﷺ نے اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر کی اور ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس کتاب کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے:

ھذا کتاب مبارک فقوموا للاجلال والاکرام

یعنی ''یہ کتاب مبارک ہے' اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔'' (آئینہ کمالات اسلام)

مندرجہ بالا تحریروں اور بحث کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اصحاب بدر میں بھی کوئی ایسی شخصیت تھی جو مرتد ہوگئی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو پھر مرزا قادیانی نبی کریم ﷺ کا ظل اور بروز کیونکر ہو سکتا ہے؟

قارئین! آنجہانی مرزا قادیانی نے اصحاب بدر کے مقابل جو 313 افراد کی فہرست مرتب کی ہے اس فہرست میں ایک نام ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کا بھی ہے جو مرزا قادیانی کے نزدیک صاحب صدق وصفا ہے اور اس کا نام اس کتاب (آئینہ کمالات اسلام) میں بھی درج ہے جسے بقول مرزا قادیانی تحریر کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی دو مرتبہ زیارت ہوئی ہے اور اس کتاب کے اکرام وعزت میں فرشتوں کو قیام کرنے کا حکم ملا ہے۔ یہی ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہوا تو مرزا قادیانی نے اس کے بارے میں لکھا کہ

''ایک شخص (عبدالحکیم) ہے جو بیس برس تک میرا مرید رہا اور ہر طرح سے میری تائید کرتا رہا اور میری سچائی پر اپنی خوابیں سناتا رہا۔ اب مرتد ہو کر اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اس نے میری طرف منسوب کر کے کانا دجال رکھا ہے۔'' (ملفوظات جلد 5)

مزید آنجہانی مرزا قادیانی ایک اشتہار بعنوان ''خدا سچے کا حامی ہو'' میں لکھتا ہے کہ

''ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے' چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ مسیح الدجال میں میرا نام کذاب' مکار' شیطان' دجال' شریر' حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔'' (مجموعہ اشتہارات)

مزید ایک مقام پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

''عبدالحکیم نامی ایک شخص جو پٹیالہ کی ریاست میں اسسٹنٹ سرجن ہے جو پہلے اس سے ہمارے سلسلہ بیعت میں داخل تھا مگر باعث کمی ملاقات اور قلت صحبت دینی حقائق سے محض بے خبر اور محروم تھا اور تکبر اور جہل مرکب اور رعونت اور بدظنی کی مرض میں مبتلاء تھا۔ (یاد رہے کہ انہی عبدالحکیم پٹیالوی کو مرزا قادیانی اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں صاحب صدق وصفا بھی قرار دے چکا ہے اور ان کے لیے ثابت قدمی کی دعا کر چکا ہے مزید اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں بھی ان کا نام درج کر چکا ہے اور یہ وہی کتاب ہے جسے تحریر کرتے وقت بقول آنجہانی مرزا قادیانی دو مرتبہ نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے اس کتاب کی تحریر پر مسرت کا اظہار فرمایا) اپنی بدقسمتی سے مرتد ہو کر اس سلسلہ کا دشمن ہو گیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی)

مندرجہ بالا تحریروں اور بحث کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اصحاب بدر میں بھی کوئی ایسی شخصیت تھی جو مرتد ہوگئی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو پھر مرزا قادیانی نبی کریم ﷺ کا ظل اور بروز کیونکر ہو سکتا ہے؟ جبکہ اس نے جن لوگوں کو اصحاب بدر کے مقابل کھڑا کیا تھا اور جن کو صاحب صدق وصفا قرار دیا تھا انہی

میں سے ایک شخص (ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی) کو مرتد قرار دے رہا ہے۔

دوسرے نمبر پر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے لیے دعا بھی کی تھی کہ ''اللہ تعالیٰ ان سب (انجام آتھم میں شائع ہونے والی فہرست میں شامل افراد) کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم رکھے'' تو اس کے باوجود ڈاکٹر پٹیالوی بقول مرزا قادیانی مرتد کیوں ہوگیا جبکہ دوسری طرف مرزا قادیانی اس بات کا بھی دعویدار ہے کہ اس کی دعا رد نہیں ہوتی۔ چنانچہ مرزا قادیانی رقمطراز ہے کہ

''اور دعا کے بعد یہ الہام ہوا

اجیب کل دعائک الافی شرکائک

میں تمہاری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔'' (تریاق القلوب)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے حق میں مرزا قادیانی کی دعا قبول کیوں نہ ہوئی جبکہ وہ اس کا شریک بھی نہیں تھا؟ کیا ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب نہیں ہیں کہ مرزا قادیانی کا مندرجہ بالا الہام جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''میں تمہاری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔'' اللہ تعالیٰ کی ذات پر افتراء ہے۔ اگر افتراء نہیں تو ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی مرزائیت سے تائب ہوکر مسلمان (بقول مرزا مرتد) کیوں ہوا؟

مرزا قادیانی کا مندرجہ بالا الہام جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''میں تمہاری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔'' اللہ تعالیٰ کی ذات پر افتراء ہے۔ اگر افتراء نہیں تو ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی مرزائیت سے تائب ہوکر مسلمان (بقول مرزا مرتد) کیوں ہوا؟

قارئین! ڈاکٹر پٹیالوی جب قادیانیت سے تائب ہوا تو اس نے بھی دعویٰ کیا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرزا قادیانی کے متعلق الہام ہوا ہے کہ مرزا قادیانی تین سال کے اندر اندر ہلاک ہوجائے گا قطع نظر اس بات کے کہ ڈاکٹر پٹیالوی کا یہ دعویٰ سچا تھا یا باطل' اس سلسلہ میں ہم مرزا قادیانی کی مزید تحریریں ملاحظہ کرتے ہیں:

مرزا قادیانی نے 16 اگست 1906ء کو ایک اشتہار شائع کیا' اس میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ

''میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی جو اخویم مولوی نورالدین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

''مرزا کے خلاف 12 جولائی 1906ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا صرف کذاب اور عیار ہے' صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔''

اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں

''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو پہچانا نہ دیکھا نہ جانا:

رب فرق بین صادق وکاذب انت تریٰ

کل مصلح صادق۔'' (مجموعہ اشتہارات)

اس کے کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر پٹیالوی صاحب نے پھر دعویٰ کیا کہ اسے الہام ہوا ہے کہ مرزا قادیانی جولائی 1907ء سے چودہ ماہ تک مرجائے گا تو مرزا قادیانی نے اس الہام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ

''میں تیری عمر کو بھی بڑھاؤں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی 1907ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔''

یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد 2)

مزید ایک مقام پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ

''ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جسکا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی 4 اگست 1908ء تک ہلاک ہوجاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لیے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے' پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا۔۔۔ آخر میں نے اسے اپنی جماعت سے خارج کردیا تب اس نے پیشگوئی کی میں اس کی زندگی میں ہی 4 اگست 1908ء تک اس کے سامنے ہلاک ہوجاؤں گا۔ مگر خدا نے اسکی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے' بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔'' (چشمہ معرفت)

اس چیلنج بازی کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو ہلاک ہوگیا' چنانچہ مؤرخ مرزائیت دوست محمد شاہد تاریخ احمدیت میں رقمطراز ہے کہ

☆ ''وفات کے وقت حضور کی عمر سوا تہتر سال کے قریب تھی دن منگل کا تھا اور شمسی تاریخ 26 مئی 1908ء تھی۔'' (تاریخ احمدیت جلد 2)

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے متعلق دوست محمد شاہد قادیانی لکھتا ہے کہ

''وہ یکم جون 1920ء کی شب گمنامی کی حالت میں سل کی مرض میں چند ماہ مبتلا رہ کر اپنے الہامات کی صریح ناکامی اور سلسلہ احمدیہ کی کامیابی دیکھتا ہوا چل بسا۔'' (تاریخ احمدیت جلد 2)

آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی کذاب تھا بقول

فاتح قادیاں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

عموماً قادیانی حضرات ڈاکٹر پٹیالوی کو جھوٹا قرار دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قادیانی مؤرخ دوست محمد شاہد ڈاکٹر پٹیالوی کو جھوٹا قرار دینے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

''خدائے حکیم وخبیر نے جو اپنے پیارے مسیح سے یہ وعدہ کر چکا تھا کہ میں دشمنوں کو جھوٹا کروں گا عبدالحکیم کی پیشگوئی کے دونوں اجزاء کو یوں باطل کر دیا کہ حضور اپنے بعض گذشتہ الہامات کی بنا پر 26 مئی 1908ء کو انتقال فرما گئے اور صاف طور واضح کر دیا کہ عبدالحکیم کاذب ومفتری انسان ہے حقیقت اتنی واضح اور نمایاں تھی کہ ''پیسہ اخبار'' کے ایڈیٹر کے علاوہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بھی اس کا اقرار کیا' چنانچہ لکھا

''ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی چودہ ماہیہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے کیا' چنانچہ 15 مئی 1908ء کے اہلحدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ 21 ساون یعنی 4 اگست کو مرزا مرے گا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز ایڈیٹر ''پیسہ'' اخبار نے ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چبھتا ہوا کیا ہے۔'' (تاریخ احمدیت)

قارئین! مؤرخ احمدیت نے یہاں پر بھی اخبار اہلحدیث کی ادھوری تحریر پیش کر کے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ آیئے! اخبار اہلحدیث کی پوری تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

''اس میں شک نہیں کہ مرزا نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے حق میں بھی بری طرح ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی' چنانچہ اشتہار (تبصرہ) مجریہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں ڈاکٹر صاحب کی طرف اشارہ کر کے لکھا کہ:

''دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ خدا ایک قہری تجلی کرے گا اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے ان کی ذلت اور تباہی ظاہر کرے گا۔''

ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی میعاد چودہ ماہ کی تردید میں مرزا صاحب قادیانی نے اسی اشتہار میں لکھا کہ

''میں تیری عمر کو بھی بڑھاؤں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی 1907ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔''

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی چودہ ماہیہ جو ستمبر ۱۹۰۸ء کو ختم ہونے والی تھی مرزا کی عمر اس سے زیادہ ہوگی یعنی وہ ستمبر ۱۹۰۸ء کے اندر اندر کسی طرح نہیں مر سکتے تھے حالانکہ مرے تو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جو چودہ ماہ سے تین ماہ قبل ہے یہاں تک تو ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کمال صفائی رکھتی ہے مگر ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی چودہ ماہیہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے کیا' چنانچہ 15 مئی 1908ء کے اہلحدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ 21 ساون یعنی 4 اگست کو مرزا مرے گا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز ایڈیٹر ''پیسہ'' اخبار نے ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چبھتا ہوا کیا ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ مرزا اپنے اقرار کے مطابق آپ کے مقابلہ پر بھی ویسا ہی ماخوذ ہے جیسا کہ میرے مقابل پر کیونکہ اس نے جیسی میری نسبت اپنی زندگی میں موت کی دعا اور پیشگوئی کی تھی ایسی آپ کی نسبت بھی کی تھی۔ گو میری نسبت صاف اور واضح تر الفاظ میں فیصلہ چاہا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر میں (مرزا) مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مر جاؤں تو مجھ کو کذاب' مفتری' مفسد اور دجال سمجھو۔ غرض یہ کہ مرزا صاحب نے جو ہم دونوں اور دیگر ہمارے ہم خیال احباب کے لیے چاہا تھا وہ خود اسی کے لیے پیش آیا۔ کیا سچ ہے کہ

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۲ جون ۱۹۰۸ء)

قارئین! یہ تھی مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل تحریر جس میں سے قادیانی مؤرخ نے سیاق سباق سے ہٹ کر ایک ٹکڑا پیش کیا تھا اب آتے ہیں مرزا قادیانی کے الہامات کی طرف جن کا مطالعہ کرنے کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کونسا طریقہ اختیار کرنا تھا' مرزا قادیانی کی عمر کم کرنے کا یا بڑھانے کا؟ یہ معلوم کرنے کے لیے مرزا قادیانی کو ہونے والا الہام دوبارہ ملاحظہ فرمایئے اور خود فیصلہ کیجیے کہ مرزا قادیانی کیونکر سچا ہو سکتا ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی واضح طور پر مدعی مسیحیت' نبوت ہے اور اس کے برعکس ڈاکٹر پٹیالوی تو محض الہامی ہونے کا دعوے دار تھا نہ کہ مدعی مسیحیت یا نبوت۔ اب مرزا قادیانی کا الہام دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

''میں تیری عمر کو بھی بڑھاؤں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی 1907ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔''

''یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا

مندرجہ بالا تحریروں کو مدنظر رکھتے ہوئے خود فیصلہ کیجیے کہ کیا مرزا قادیانی کی عمر میں اضافہ ہوا یا کمی ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی مرزا قادیانی کی زندگی ہی اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوا یا کہ مرزا قادیانی خود عمر کی کمی کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا۔

باقی صفحہ 19 پر

بیت المقدس میں پانچ دن

قسط نمبر ۲

تحریر

جناب مولانا محمد عبدالہادی العمری

آیئے القدس کے علاقہ میں واقع اہم مقامات کا سرسری تعارف ہو جائے۔

مسجد اقصیٰ سے مراد کیا ہے؟ اس کا اطلاق کس عمارت پر ہوتا ہے؟ مسجد اقصیٰ جس کا سورۃ اسراء کی پہلی آیت میں ذکر ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾

واقعہ معراج کے ضمن میں اس کی جو وضاحت احادیث میں کی گئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معراج کی رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لایا گیا۔ پھر یہاں سے آسمان کی سیر کروائی گئی۔ مسجد اقصیٰ جو اس وقت موجود ہے وہ اس حالت میں عہد نبوی میں نہیں تھی اس لیے اس کا اطلاق اس قطعہ ارضی پر کیا جا سکتا ہے جسے بیت المقدس بھی کہا جاتا ہے جس کا ذکر مختلف احادیث بشمول صحیح بخاری واقعہ وفات موسیٰؑ میں وارد ہے۔ اس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد یہ سارا علاقہ ہے جو اس وقت فصیل اور چار دیواری کے اندر ہے بشمول گنبد صخرہ، کھلا صحن، زیتون وغیرہ کے درختوں کا باغیچہ، اللہ اعلم۔ یہیں حضرت سلیمانؑ کی تعمیر کردہ عبادت گاہ بھی تھی جسے ہیکل سلیمانی کہا جاتا ہے لیکن تقریباً ساڑھے تین سو سال بعد بخت نصر کے حملہ میں اسے مسمار کر دیا گیا تھا۔

مسجد اقصیٰ کا زیر زمین حصہ جسے مصلی مروانی بھی کہا جاتا ہے اس کا احاطہ کافی وسیع ہے اور تعمیر بہت ہی پر ہیبت ہے۔ اس کے زاویہ میں وہ مقام ہے جسے حجرہ مریم کہا جاتا ہے۔ جہاں سیدہ مریم ؓ کو سیدنا زکریاؑ کی زیر نگرانی رکھا گیا جس کا ذکر سورہ آل عمران اور سورہ مریم میں ہے۔ اسی سے متصل محراب ہے جسے محراب زکریا کہا جاتا ہے۔ جو حضرت زکریا کی عبادت یا اعتکاف کی جگہ تھی۔ اس کے اوپر موجودہ مسجد اقصیٰ کی عمارت ہے جو اموی حکمران ولید بن عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں تعمیر کی گئی۔ اس کے مغرب میں مسجد براق ہے جو تنگ راستہ سے ہو کر، زیر زمین ایک حجرہ سا ہے۔ اس کی دیوار ہی باہر سے دیوار گریہ کہلاتی ہے جو یہودیوں کا نہایت اہم مقام ہے۔ یہیں وہ گریہ وزاری کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ مسجد براق میں ایک لوہے کا کڑا لگا ہوا ہے۔ اس کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ شب معراج جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ یہیں سے آپ اندر داخل ہوئے اور براق کو یہیں باندھا تھا لیکن اس کی عوامی باتوں سے زیادہ اہمیت نہیں دکھائی دیتی' کیونکہ اس وقت مسجد کی یہ عمارت ہی نہیں تھی تو براق باندھنے کی جگہ کا تعین کیسے ہو سکتا ہے۔ بلا رسول اللہ ﷺ شب معراج یہاں تشریف لائے جس کا قرآن اور متعدد احادیث میں ذکر ہے لیکن آپ نے کہاں قدم رکھا، کہاں امامت کے لیے آپ کھڑے ہوئے، کہاں براق کو باندھا گیا، اس کا تعین نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی یہ مطلوب ہے، نہ اس سے اصل واقعہ پر کوئی فرق پڑتا ہے۔

گنبد صخرہ

بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ کی تصاویر میں عموماً جو تصویر نمایاں کر کے شائع کی جاتی ہے' سنہری خوبصورت گنبد بلکہ اسی کو لوگ مسجد اقصیٰ سمجھتے ہیں۔ یہ دراصل قبۃ الصخرہ ہے اور راجح خیال کے مطابق یہ بھی مسجد اقصیٰ ہی کا اصطلاحی معنوں میں حصہ ہے۔ اس کی اہمیت کیا ہے؟ اس کے متعلق ایک اہم رائے یہ ہے کہ اس میں واقع چٹان یہی قبلہ اول ہے اور یہی یہودیوں کا قبلہ اور مقدس چٹان ہے۔ اسی کے بارے میں مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہیں سے معراج، آسمانی سفر پر روانہ ہوئے۔ پہلے یہاں کوئی گنبد یا حجرہ نہیں تھا۔ اموی حکمران ولید بن عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں اس کے اطراف خوبصورت حجرہ اور اوپر گنبد تعمیر کی گئی۔ پھر اردنی حکومت نے اس پر سونے کا پتر چڑھایا۔ یہاں بھی نمازوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جمعہ کی نماز کے لیے یہ سارا احاطہ خواتین کے لیے مختص ہوتا ہے۔

مشرقی حصہ کی فصیل سے متصل باب الرحمہ قدیم قبرستان ہے جس میں مشہور صحابی سیدنا عبادۃ بن قیس ؓ جو ہجرت سے قبل مدینہ سے مکہ آ کر نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں تھے وہ مدفون ہیں۔ اوس بن شداد ؓ ان کے علاوہ نہ جانے کتنی اہم شخصیات مدفون ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ تقریباً ۸۰ صحابہ کرام ؓ اس کے آس پاس مدفون ہیں۔

اس قبرستان کے نشیبی حصہ میں ایک چرچ ہے، مشہور ہے کہ سیدہ مریم ؓ کی اس میں قبر ہے، اس کے بالائی حصہ پر وہ پہاڑ ہے جسے جبل زیتون کہا جاتا ہے۔ یہودی عقیدہ کے مطابق یہیں سے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔ اسی ٹیلہ پر ان کا قبرستان ہے جس میں مشہور یہودیوں کو دفن کیا جاتا ہے۔ دنیا کی مہنگی ترین قبر کی جگہ غالباً یہاں فروخت ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ سیدنا عیسیٰ ؑ کو یہودیوں سے بچا کر یہیں سے آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ یوں کئی اعتبار سے جبل زیتون کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی حصہ سے دجال کو قتل کرنے کے بعد سیدنا عیسیٰ ؑ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوں گے۔ یہیں پر وہ سنہری گیٹ ہے، کہا جاتا ہے کہ اسی سے وہ مسجد میں داخل ہوں گے جو اس وقت بند ہے۔ اس لحاظ سے اقصیٰ کا یہ حصہ مشہور مذاہب مسلمان، نصاریٰ اور یہودیوں کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔

دیوار گریہ

مغربی حصہ میں مسجد براق سے ملی یہ دیوار ہے جہاں یہودی گناہوں سے معافی کے لیے گریہ و زاری کرتے ہیں۔ یہاں جانے کے لیے قدیم بازار سے گزرتے ہوئے پتھریلی ناہموار زمین کا طویل راستہ طے کرنا پڑتا ہے۔ اس کے شروع میں تفتیشی گیٹ بنایا گیا ہے جہاں اسرائیلی سیکورٹی گارڈ متعین ہوتے ہیں۔ یہودیوں کو عموماً بلا روک ٹوک اندر جانے کی اجازت ہے۔ باقی زائرین کا داخلہ گارڈز کی صواب دید پر ہوتا ہے۔ ہم جب پہنچے تو ہمیں قریب جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ میں نے سبب معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس کے آگے بالکونی بنائی گئی ہے لہٰذا وہیں

سے ہم نے نظارہ کیا، یہ شاید اچھا ہی ہوا کیونکہ نسبتاً یہیں سے سارے علاقہ کا مشاہدہ بہتر انداز میں کیا جا سکتا ہے۔ اس بالکونی سے اوپر ایک جگہ گنبد کا بڑا نکلس رکھا ہے اس عبارت کے ساتھ کہ اگر ہیکل سلیمانی کی تعمیر دوبارہ کی گئی تو اس کی گنبد پر یہ آویزاں کیا جائے گا۔

داؤد محل

قدیم قدس کے علاقہ میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے محل کا وسیع احاطہ ہے۔ مرکزی راستہ سے اندر داخل ہوں تو اس کے مرکزی گیٹ پر بندوق کی گولیوں کے نشان ہیں جو مسلمانوں پر یہودی بربریت کے زخموں کو تازہ کرتے ہیں۔

اس سے آگے ایک عمارت ہے، اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہی سیدنا داؤد علیہ السلام کا محراب تھا جہاں وہ تلاوت فرمایا کرتے۔ یہیں پر مشہور مقدمہ لیے دو شخص دیوار پھلانگ کر داخل ہوئے تھے جس کا سورہ ص آیت 21 میں ذکر ہے۔

اس کے عقب میں سیدنا داؤد علیہ السلام کی قبر ہے۔ یہاں زیارت کے آداب ہیں کہ مرد ہوں یا خواتین، سر ڈھانپ کر داخل ہوں گے۔ اختلاط نہیں بلکہ مرد علیحدہ اور عورتیں علیحدہ۔ احاطہ میں فوٹو گرافی، تصویر کشی منع ہے۔ اندر داخل ہوں تو مکمل خاموشی کے ساتھ وغیرہ۔ وہاں پہنچ کر تمام زائرین میں کچھ دیر کے لیے شرافت آجاتی ہے۔ جب ہم گئے تو قبر سے متصل حجرہ میں یہودی لوگ بیٹھے کتاب مقدس کی تلاوت کر رہے تھے۔ اس کے اندر دوسرا کمرہ ہے، اس میں قبر ہے، اس کے ساتھ ایک مذہبی یہودی با آواز بلند تلاوت کر رہا تھا اور ہر تھوڑی دیر بعد زور سے تالی بجاتا اور دیوانہ وار قبر کو بوسے دینے لگتا۔ قرآن مجید کی آیت 35 انفال کا مفہوم سمجھنے کی یہ اور دیوار گریہ بہترین جگہیں ہیں۔

کنیسۃ القیامۃ

اس چرچ کی نصاریٰ کے ہاں بہت زیادہ اہمیت ہے۔ ان کے خیال کے مطابق اس جگہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی گئی۔ ان کی نعش تین دن تک یہاں پڑی رہی۔ پھر اللہ نے انہیں اٹھا لیا۔ اس چبوترہ پر (جہاں ان کی نعش پڑی رہی) مختلف عیسائی زائرین سجدہ کرتے ہیں تو کچھ اس کے بوسے لیتے ہیں تو کچھ وہاں اپنی نذریں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں نہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی گئی نہ ہی قتل کیا گیا' بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں سے محفوظ حالت میں اٹھا لیا: ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (نساء ۵۷)

انقرہ سے ملنے والے انجیل کے قدیم مخطوطہ نے تو عیسائی صفوں میں کھلبلی مچا دی کہ قدیم نسخے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وہی باتیں ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں۔ اس چرچ کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ اس کی چابی مسلمانوں کے پاس ہوتی ہے۔ وہ روزانہ آ کر کھولتے ہیں۔ عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے آپس میں اتنے شدید اختلافات ہیں کہ وہ اس اہم چرچ کی چابیاں اپنے کسی فرقہ کی بجائے مسلمانوں کے قبضہ میں رکھنا پسند کرتے ہیں۔

ہمارے لیے اس جگہ کی اہمیت تاریخی اعتبار سے بہت زیادہ ہے کہ خلیفہ ثانی صحابی رسول ﷺ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو مقامی ذمہ داروں کے ساتھ یہیں پر ان کی نشست ہوئی تھی جس میں تاریخ اسلام کے عظیم کمانڈر بھی شامل تھے۔ جب نماز کا وقت آیا تو امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے چرچ میں نماز ادا کرنے کی بجائے باہر نکل کر اس جگہ نماز ادا کی جہاں اس وقت مسجد عمر ہے۔ تاکہ بعد میں مسلمان اس چرچ پر اپنا حق نہ جتائیں کہ ان کے امیر نے یہاں نماز ادا کی۔ یہیں پر وہ تاریخی دستاویز لکھی گئی جو اسلامی رواداری، عفو و درگزر، مروت اور رحمدلی کی تابناک مثال ہے۔

فتح و کامیابی، طاقت اور حکومت کے باوجود صحابہ کرام اور سلف صالحین نے مغلوب اور محکوم قوموں کے ساتھ کیا سلوک کیا، اور آج بھی غیر مسلم کیوں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عقیدت و احترام سے لینے پر مجبور ہیں، اس معاہدہ کی جسے العھدۃ العمریہ کہا جاتا ہے' نقل مسجد عمر پر نصب ہے۔ اس دستاویز پر بطور گواہ کے اسلامی فوج کے سالار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور علاقہ کے گورنر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، مشہور صحابی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دستخط ہیں۔ ذرا ان اسماء گرامی پر ایک بار پھر نظر ڈالیے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی پر غور کیجیے کہ اس اہم دستاویز پر کس کس کے دستخط لیے گئے اور کیوں۔ اس معاہدہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ تمہارے کنیساؤں اور عبادت گاہوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ تمہاری جان و مال کی حفاظت کی جائے گی۔

طاقت ور حکمران اور فاتح قوم کی طرف سے کمزور، مغلوب اور شکست خوردہ قوم کے لیے یہ معاہدہ تحریر کیا گیا۔ اس کنیسا کو جو اسلامی نظریہ اور عقیدہ کے اعتبار سے غلط تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو یہاں پھانسی دی گئی وغیرہ لیکن امیر المومنین اور تاریخ کی عظیم شخصیات نے یہاں بیٹھ کر معاہدہ لکھا اور نماز باہر جا کر ادا کی کہ بعد میں کوئی اس کو بنیاد بنا کر اس کے خلاف غلط اقدام نہ کرے۔ دوبارہ فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے بھی یہی کیا بلکہ بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ اس چرچ کو جو وجہ فتنہ ہے ڈھا دیجیے، لیکن سلطان نے جواب دیا کہ مجھ سے بہتر اور عظیم شخصیتوں نے جو کام نہیں کیا میں کیسے کر سکتا ہوں۔

لیکن جب صلیبیوں نے قبضہ کیا تو بیت المقدس کے علاقہ میں ہزاروں مسلمانوں کا اس بے دردی سے خون بہایا کہ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کے خون میں گھوڑوں کے سم ڈوب رہے تھے۔ صرف اقصیٰ کے ارد گرد ستر ہزار مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ آج بھی اس حقیقت کے نشان بیت المقدس کے مغربی حصے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ داؤد محل کے باب الداخلہ پر مسجد اقصیٰ کے مرکزی دروازہ پر گولیوں کے کثیر نشانات یہودیوں کی حالیہ بربریت کی گواہی دے رہے ہیں مگر میڈیا جب مسلمانوں کا تذکرہ کرتا ہے تو ایسی تصویر پیش کرتا ہے گویا یہ خونخوار اور ظالم قوم ہے، یہود و نصاریٰ امن کے رکھوالے۔

کہ برعکس نہد نام زنگی کافور

(جاری ہے۔)

بقیہ ظل اور بروز کی حقیقت

اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 2)

محترم قارئین! مندرجہ بالا تحریروں کو مدنظر رکھتے ہوئے خود فیصلہ کیجیے کہ کیا مرزا قادیانی کی عمر میں اضافہ ہوا یا کمی' ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی مرزا قادیانی کی زندگی ہی اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوا یا کہ مرزا قادیانی خود عمر کی کمی کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا۔

(جاری ہے)

20 فروری 1953ء کی تحریک ختم نبوت!

تحریر جناب مولانا محمد یوسف انور

۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے زمانے میں راقم الحروف نویں جماعت کا طالب علم تھا' مومن کا یہ شعر نوابزادہ نصر اللہ خاں پڑھا کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

متحدہ ہندوستان میں جبکہ برطانوی حکومت تھی اس نے اپنی حکومت کو مضبوط کرنے اور طوالت دینے کے لیے دیگر اقدامات کے ساتھ ساتھ یہ حربہ بھی استعمال کیا تھا کہ پنجاب کے ضلع گورداسپور میں واقع قصبہ قادیان کے ایک شخص مرزا غلام قادیانی کو جھوٹے نبی کے طور پر سامنے لا کر اور اس کی وساطت سے مسلمانوں کو مرتد بنانا اور ان میں تفرقہ ڈالنا شروع کر دیا تھا۔

۱۹۴۷ء کو پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر قادیانیوں کو بہت سی مراعات سے نوازا گیا' چند سال تو علمائے اسلام نے اس سازش کو برداشت کیا اور حکومت کو ان کی ریشہ دوانیوں سے گاہے بہ گاہے آگاہ کیا جاتا رہا لیکن اس فتنے کو دن بہ دن حکومتی سطح پر فروغ دیا جاتا رہا۔ بالآخر تمام مکاتب فکر کے علماء اور دینی رہنماؤں نے منظم طور پر تحریک چلانے کا فیصلہ کیا اور ایک آل پارٹیز کنونشن کا انعقاد کیا گیا جس میں مجلس عمل تشکیل دی گئی۔ جس کے صدر مولانا ابوالحسنات خطیب مسجد وزیر خاں لاہور اور سیکرٹری جنرل مولانا سید محمد داود غزنوی منتخب کیے گئے۔

مجلس عمل ختم نبوت کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر بڑے اجتماعات اور جلسے کیے گئے جس میں مطالبات کیے گئے کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے نیز وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں قادیانی کو وزارت سے علیحدہ کیا جائے لیکن حکومت نے ان مطالبات کو تسلیم کرنے کی بجائے تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے والے علماء اور کارکنان کو ہراساں کرنا شروع کر دیا۔ مولانا محمد شریف جالندھری احراری جو شاعر بھی تھے ان کی ایک نظم نے بڑی دھوم مچائی جو جلسوں میں جگہ جگہ پڑھی سنی جاتی تھی' جس کے کچھ اشعار اس طرح تھے۔

اسے یہ کہہ دو جو ممتاز دولتانہ ہے
نہ کر غرور گرچہ تیرا زمانہ ہے
گلی گلی تیرے ظلم کا فسانہ ہے
ختم نبوت تو امت کا ترانہ ہے

پنجاب کے وزیر اعلیٰ اس دور میں میاں ممتاز دولتانہ تھے جنہوں نے مجلس احرار کے اخبار ''آزاد'' اور

۱۹۴۷ء کو پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر قادیانیوں کو بہت سی مراعات سے نوازا گیا' چند سال تو علمائے اسلام نے اس سازش کو برداشت کیا اور حکومت کو ان کی ریشہ دوانیوں سے گاہے بہ گاہے آگاہ کیا جاتا رہا لیکن اس فتنے کو دن بہ دن حکومتی سطح پر فروغ دیا جاتا رہا۔

مولانا ظفر علی خاں کے اخبار ''زمیندار'' کو بند کر دیا جن میں تحریک ختم نبوت کی روز مرہ خبریں' جلسوں کی کارروائیاں اور تحریک کے رہنماؤں کے تند و تیز بیانات شائع ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو تحریک کے ممتاز علماء و قائدین کی گرفتاریوں سے تحریک کا زوردار آغاز ہو گیا۔

کراچی میں سب سے پہلے علامہ محمد یوسف کلکتوی' مولانا قاری عبدالخالق رحمانی' مولانا عبدالحامد بدایونی اور دیگر رہنماؤں کو گرفتار کیا گیا جس کے بعد پنجاب میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی' سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر' شیخ حسام الدین' مولانا غلام محمد ترنم' مولانا محمد شریف جالندھری' مولانا معین الدین لکھوی' مولانا محمد صدیق فیصل آبادی اور مولانا مجاہد الحسینی ایڈیٹر روزنامہ ''آزاد'' ان سب کو گرفتار کر کے مختلف شہروں کی جیلوں میں بند کر دیا گیا۔

پنجاب میں مارشل لاء لگا دیا گیا' روز بروز حکومت کی طرف سے تشدد کیا جاتا رہا اور کارکنان کی بری طرح پٹائی کرتے ہوئے گرفتاریاں کی جا رہی تھیں۔ مسئلہ ختم نبوت پر تقریریں کرنے والوں کو ہی نہیں بلکہ جلسوں کا انعقاد کرنے والوں کو بھی پکڑا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ تلاوت قرآن مجید کرنے والوں اور نظمیں پڑھنے والوں کو بھی معاف نہ کیا گیا۔

مولانا محمد ابراہیم خادم آف تاندلیانوالہ جو فیصل آباد اور ملحقہ قصبات سمندری' جڑانوالہ اور ماموں کانجن میں بڑی شعلہ نوائی سے نظمیں پڑھا کرتے تھے کو پابند سلاسل کیا گیا۔ سرگودھا میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے پوتے کو جلسے میں تلاوت کرنے اور مجھے مرکزی جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد کے ایک عظیم الشان جلسے میں مولانا صمصام کی نظم جس کا ایک شعر یہ تھا۔

دیکھو مرزے قادیان والے کہیاں پایاں بھنڈیاں
کئی قوماں دیاں قوماں کر گیا اے گندیاں

پڑھنے پر گرفتار کر لیا گیا اور ڈسٹرکٹ جیل میں چند ہفتے بعد صفرسنی کی وجہ سے رہا کر دیا گیا۔ میرے ہمراہ مولانا احمد الدین گکھڑوی' میرے والد مرحوم حاجی عبدالرحمٰن' مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف' مولانا تاج محمود اور مولانا عبیداللہ احرار بھی تھے جو کئی ماہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ گوجرانوالہ میں ایک کارکن کو جلسہ گاہ میں شامیانے نصب کرنے کی پاداش میں گرفتار کر لیا گیا۔

پچھلے دنوں ہمارے دیرینہ اور فاضل دوست مولانا مجاہد الحسینی نے ایک ملاقات میں جیل کے احوال بتاتے ہوئے کہا کہ تحریک کے سلسلے میں گرفتار ہونے والے رہنما ملک کی مختلف جیلوں میں بند تھے۔ حکومت نے جسٹس منیر اور جسٹس کیانی کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی کمیشن بنایا جس کے سامنے دینی جماعتوں کے ان رہنماؤں کو اپنا اپنا مؤقف پیش کرنے کو کہا گیا تھا۔ چنانچہ ہمارے مطالبہ پر کہ ہم اجتماعی طور پر اپنا موقف پیش کریں گے تمام رہنماؤں کو لاہور سنٹرل جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ سکھر جیل سے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا ابوالحسنات قادری اور مولانا عبدالحامد بدایونی کو ہمارے ساتھ ہی سنٹرل جیل لاہور میں لایا گیا۔

مولانا مجاہد الحسینی نے ذکر کیا کہ کیس کے نام سے لاہور سنٹرل جیل میں نیا وارڈ تھا جسے متحدہ پنجاب کے وزیر جیل خانہ جات بھیم سین نے تحریک آزادئ ہند کے ہیرو بھگت سنگھ کی یاد میں تعمیر کروایا تھا۔ بھگت سنگھ وہی تھا جو جڑانوالہ کے قریبی گاؤں سے تعلق رکھتا تھا جسے فرنگیوں کی اسمبلی میں بم پھینکنے کی پاداش میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی۔ اس وارڈ میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا غلام محمد ترنم اور مجھے ڈال دیا گیا۔ مولانا سلفی کے علم وفضل اور بے تکلف لطائف وظرائف سے ہم خوب محظوظ ہوتے تھے۔ پھر ایسا ہوا کہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری بھی ہمارے وارڈ میں بھیج دیئے گئے جن کے شب وروز ذکر وفکر اور عبادات میں گذرتے تھے لیکن تھوڑے دنوں بعد ان کی خرابئ صحت کی بنا پر رہا کر دیا گیا۔ اب تحریک کا زور بڑھ رہا تھا اور مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کے سربراہ اور کارکنان لاہور سنٹرل جیل میں لائے جا رہے تھے۔

مجھے مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری نے بتایا تھا کہ مجلس احرار کے کچھ لیڈروں کے ناگفتہ بہ احوال اور تحریک کے مقاصد کے برعکس رویہ کی بنا پر مولانا سید محمد داود غزنوی مجلس عمل کی سیکرٹری شپ سے مستعفی ہو گئے تھے اور ان کی جگہ مولانا محمد علی جالندھری کو جنرل سیکرٹری بنایا گیا تھا۔ اب مولانا غزنوی بادل نخواستہ تحریک کا ساتھ تو دے رہے تھے اور تحقیقاتی کمیشن میں اپنے فکری وبصیرت افروز بیانات سے کمیشن کے ارکان کو لاجواب بھی کر رہے تھے۔ جسٹس منیر نے مولانا غزنوی سے کہا کہ آپ کے دادا عبداللہ غزنوی کو افغانستان سے اس لیے ملک بدر کر دیا گیا تھا کہ وہ وہابی تھے۔ مولانا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں بلکہ اس لیے ایسا کیا گیا کہ ان کے مریدین اور عقیدت مند دن بہ دن بڑھتے جا رہے تھے۔ حکومت کو ڈر پڑ گیا تھا کہ کہیں اقتدار کے لیے خطرہ نہ بن جائیں۔ میں نے انکوائری کمیشن کی طرف سے سوال وجواب کی یہ روداد کسی پچھلے قریبی مضمون میں تفصیل سے تحریر کی ہے۔ (تصنیف منیر انکوائری رپورٹ)

مارشل لاء حکام کی طرف سے کارکنان تحریک کو ظلم وتشدد کا بری طرح نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ لاہور، فیصل آباد اور بعض دوسرے مقامات پر گولی بھی چلائی گئی۔ فیصل آباد چنیوٹ بازار میں عالم کافی ہاؤس کے اوپر مجلس احرار کا دفتر تھا۔ کافی ہاؤس کے مالک چوہدری محمد عالم احرار رضا کاروں کی تنظیم کے سالار تھے۔ اسی دفتر سے روزانہ جلوس نکلتے اور اسی جگہ پر خفیہ اجلاس منعقد ہوتے تھے۔ احرار رہنماؤں کا آنا جانا رہتا تھا۔ ایک رات آٹھ بجے کے قریب یہاں مشتعل کارکنان پر گولی چلائی گئی جس کے نتیجے میں گیارہ کارکنان شہید ہو گئے اور بہت سے زخموں سے چور ہو گئے۔

جملہ معترضہ کے طور پر عرض کروں کہ تحریک خلافت ۱۹۲۲ء کے زمانے میں انگریزی استبداد کے خلاف لیڈروں کی جیل کہانیاں مزیدار افسانوں سے کم نہیں، سید عطاء اللہ شاہ بخاری تو مزے لے لے کر فرمایا کرتے تھے کہ ''آدھی زندگی جیل میں گذر گئی اور آدھی ریل میں۔'' اسی دور کے کسی بانکے سیاستدان نے خوب کہا تھا کہ ''ہتھکڑی ہمارے لیے پھولوں کے گجرے، بیڑیاں محبوب کی زلفیں اور جیل کی کوٹھڑی اس طرح ہے جس طرح

۱۹۲۲ء کے زمانے میں انگریزی استبداد کے خلاف لیڈروں کی جیل کہانیاں مزیدار افسانوں سے کم نہیں، سید عطاء اللہ شاہ بخاری تو مزے لے لے کر فرمایا کرتے تھے کہ ''آدھی زندگی جیل میں گذر گئی اور آدھی ریل میں۔''

''عجلۂ عروسی'' مولانا محمد مصطفیٰ خاں پھپھوندروی نے جیل میں کہا تھا۔

جیل خانے میں ہوں سسرال کے مانند
کوئی تکلیف یہاں مجھے زنہار نہیں ہے

شاہ جی کا ذکر خیر آیا تو ان کا ایک لطیفہ بھی یاد آیا ہے۔ وہ مجلس احرار کے دفتر فیصل آباد میں بیٹھے کارکنان کے جھرمٹ میں پھل جھڑیاں چھوڑ رہے تھے کہ ایک نوجوان آیا اور مٹھائی کا ڈبہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ شاہ جی نے کہا کہ بھئی! یہ کس خوشی میں ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ آپ سے بیٹے کی پیدائش کے لیے دعا کروائی تھی، اللہ تعالیٰ نے الحمد للہ بیٹا عطا کیا ہے۔ فرمانے لگے وہ درازی عمر والا ہو اور نیک بخت ہو۔ وہ نوجوان کہنے لگا کہ میں نے اس کا نام بھی آپ کے نام کی نسبت سے عطاء اللہ رکھا ہے۔ شاہ صاحب فرمانے لگے کہ یہ برا کیا ہے، اس کا نام احتشام الحق رکھو تا کہ عیش کرے یہ تو جیلوں میں رل جائے گا۔ اس دور میں مولانا احتشام الحق تھانوی سرکاری مولوی تھے۔

بات ہو رہی تھی تحریک ختم نبوت کے جانثاروں کی کہ ان پر کس طرح مارشل لاء کی سختیاں اور تشدد کیا جا رہا تھا۔ تحریک اب دب چکی تھی مگر قائدین میں سے بیشتر اور کارکنان کی خاصی اکثریت جیلوں میں بند تھی جن میں سے بعض کو رہائی کے لیے بھی کہا جا رہا تھا لیکن استقلال واستقامت سے بھرپور ختم نبوت کے جانثار جیل سے باہر آنے کے لیے آمادہ نہیں ہو رہے تھے۔

انہی دنوں تحریک کے قریباً اختتام پر پیپلز کالونی فیصل آباد میں (جو ابھی آباد نہیں ہوئی تھی، ایک بہت بڑی گراؤنڈ ہی تھی) عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس بعد نماز عشاء منعقد کی گئی۔ منتظمین میں مولانا تاج محمود، مولانا عبیداللہ احرار، چوہدری محمد عالم سالار اور تمام دینی جماعتوں کے کارکنان تھے۔ مقررین میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی اور مولانا محمد علی جالندھری تھے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد راقم الحروف نے نظم پڑھی، مولانا جالندھری جو اسٹیج سیکرٹری تھے انہوں نے تقریر کے لیے حافظ محمد اسماعیل صاحب کو دعوت دی۔ حضرت حافظ صاحب نے حمد وثناء کے بعد سورۂ یوسف کو موضوع سخن بناتے ہوئے اپنی کمال شیریں بیانی اور خوش کن خطابت سے حاضرین کو محظوظ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے رہائی کے احکام کی تعمیل سے پہلے اپنے اوپر عائد کیے گئے الزامات کی صفائی اور براءت طلب کی کہ پہلے مجھے الزامات سے بری کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے ان کے الزامات سے بری ہونے اور ان کی پاکدامنی کا بھی پوری تفصیل کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی طرح آج ہم ارباب حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جن لوگوں کو ملک کے جیل خانوں میں قید کر رکھا ہے ان کا جرم کیا ہے؟ تحفظ ناموس رسالت حق وصداقت کی آواز ہے جسے دبایا نہیں جا سکتا ایک وقت آئے گا کہ ہم اپنے مقاصد میں کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ قادیانیت کی جڑ اکھیڑ کر رکھ دی جائے گی اور میدان میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی مکرمؐ کی ختم نبوت کا پرچم پوری شان وشوکت سے لہرائے گا۔ ان شاء

باقی صفحہ 23 پر

راہِ امن
آزادانہ اظہارِ رائے

تحریر: جناب پروفیسر اعجاز (کراچی)

احمد جاوید کہتے ہیں ’’ تنقید کے لئے پورا علم ضروری ہے اور نکتہ چینی کے لئے پوری جہالت ‘‘ ۔ حقیقت یہ ہے کہ لکھنا اور بولنا بڑی ذمہ داری کا کام ہے اسی لئے جہالت بے تکا اور بلا تعطل بولتی ہے اور علم والے اچھا اور نپا تُلا بولتے ہیں ۔ ایک طرف لفظوں کے سمندر میں معنویت، مقصدیت، حکمت، بصیرت اور دانائی ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ دوسری طرف گنے چنے لفظوں میں معنویت اور دانائی کا سمندر پنہاں ہوتا ہے ۔ جہالت کی آواز میں بے بنیاد اعتماد ہوتا ہے اور علم کی آواز محتاط ہوتی ہے ۔ جہالت رہنما اور استاد کی ضرورت محسوس نہیں کرتی جبکہ علم ہر دم رہنما اور استاد کا طلبگار رہتا ہے۔ جہالت کا بولنا قوموں کے لئے بربادی کا سبب ہوتا ہے اور علم کا خاموش رہنا تباہ کن ثابت ہوتا ہے ۔

الفاظ سماج پر اثر انداز ہوتے ہیں اسی لئے دین اسلام میں جس تربیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا وہ بولنے کی تربیت ہے۔ بولنے میں احتیاط سکھاتے ہوئے فرمایا گیا کہ جہنم میں سب سے زیادہ لوگ زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے جائینگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ خیر کی بات کہے یا خاموش رہے۔ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ ایک جملہ بولتا ہے جسے وہ غیر اہم سمجھتا ہے لیکن اس ایک جملے کی وجہ سے وہ جنت سے دور کر دیا جاتا ہے (صحیح بخاری) آپ ﷺ نے فرمایا جو خاموش رہا وہ کامیاب ہو گیا (جامع ترمذی)

زبان کے استعمال کی اس سے زیادہ اہمیت اور کیا بیان کی جا سکتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دوں گا: ایک زبان اور دوسری شرمگاہ۔ (صحیح بخاری)

بولنے کے حوالے سے جو ضابطہ اخلاق اسلامی شریعت میں دیا گیا ہے اس کا خلاصہ دو آیات ہیں فرمایا: ﴿قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (البقرۃ) ترجمہ: ’’لوگوں سے اچھی بات کہو۔‘‘ ایک دوسری جگہ فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ (الاحزاب) ترجمہ: ’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہا کرو۔‘‘ مفہوم یہ ہے کہ بات میں جو خوبیاں ہو سکتی ہیں تمہاری بات اُن خوبیوں کی حامل ہو اور جو عیب ہو سکتے ہیں اُن عیبوں سے پاک ہو ۔ بات سچی ہو ، الفاظ نرم ہوں، لہجے میں مٹھاس ہو، بات موقع کی مناسبت سے ہو، مخاطب اور سماج کے لئے اس میں خیر اور بھلائی ہو، بات انتشار کی نہ ہو اتفاق پیدا کرنے والی ہو، بات ابہام سے پاک اور واضح ہو، غلط فہمی اور بدگمانی کا موجب بننے والی نہ ہو، کسی کی چغلی نہ ہو، کسی پر الزام تراشی نہ ہو، طعن وطنز اور تحقیر پر مبنی نہ ہو، کسی کے معبود کو اور کسی مذہب کی مقدس شخصیت کو برا بھلا نہ کہا گیا ہو ، بات تعصب اور نفرت پھیلانے والی نہ ہو، لغو اور فضول بات نہ ہو، الغرض آیات کا مدعا یہ ہے کہ خوبیوں والی بات کہو اور زبان کا منفی استعمال نہ کرو ۔ قرآن و حدیث میں زبان کے درست استعمال پر جنت کی خوشخبریاں بھی دی گئی ہیں اور غلط استعمال پر عذاب کی وعیدیں بھی سنائی گئی ہیں۔

دنیا کے تمام فسادات جھگڑے اور جنگیں زبان کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ، بڑھتے ہیں اور زبان ہی کی وجہ سے جھگڑے پیدا ہونے سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں ۔ گھریلو جھگڑوں سے لے کر سیاسی جھگڑوں تک عالمی تنازعات اور قوموں کے تعلقات میں کشیدگی کے پیچھے زبان کی کارستانیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس لئے کوئی بھی قوم زبان کے استعمال کی مادر پدر آزادی کی قطعی متحمل نہیں ہو سکتی ۔ قوموں کی مجبوری ہے کہ وہ اپنے افراد کو تعلیم و تربیت کے ذریعے اظہار رائے کی آزادی کی حدود کا شعور دیں۔ توہین عدالت، غداری، ہتک عزت سے متعلق قوانین خود اس بات کا اظہار ہیں کہ آزادی اظہار کی چیمپئن سمجھی جانے والی اقوام میں بھی اسکی کچھ حدیں ہیں۔ آزادئ اظہار کا مطلب جو منہ میں آئے بولنے کی اجازت کا ملنا قطعی نہیں ۔ اگر کوئی شخص واشنگٹن کے کسی بازار میں کھڑے ہو کر انبیاء اور مذاہب کو برا بھلا کہے ، گزرنے والوں کو گالیاں دے یا امریکہ اور امریکیوں کو چیخ چیخ کر دہشت گرد قرار دے یا امریکی صدر کی پریس کانفرنس میں کھڑے ہو کر تقریر کرنا شروع کر دے اور جواز یہ پیش کرے کہ اظہار رائے کی آزادی میرا حق ہے کیا اس کا یہ حق تسلیم کر لیا جائے گا ؟ ترقی یافتہ دنیا میں آزادی ملک وقوم اور سماج کے مفادات کے دائرے میں محدود رہی۔ اسی طرح آزادی کو مذہبی و اخلاقی اقدار کے دائرے میں رکھنا یہ بھی قوموں کی ضرورت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ آزادی اصل میں ذمہ داری کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لیے اسلامی تہذیب وتمدن میں ذمہ دارانہ اظہار رائے کی حوصلہ افزائی ملتی ہے۔ اور غیر ذمہ دارانہ اظہار کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے ۔ اظہار رائے کے حوالے سے امت کے بہترین لوگ یعنی صحابہ اکرامؓ کی احتیاط کا عالم یہ تھا کہ اگر کوئی سائل سوال کرتا اور مجلس میں کئی صحابہؓ بیٹھے ہوتے تو ہر ایک کی کوشش یہ ہوتی کہ دوسرا اس کے سوال کا جواب دے ۔ ذمہ دارانہ اظہار رائے آزادئ اظہار کی ضد نہیں بلکہ آزادئ اظہار کو انسانی سماج کے مفاد میں زیادہ مؤثر بنانے کا ذریعہ ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو خوف کے عالم میں بھی حق بات کہنے کی ترغیب دلاتا ہے یعنی اگر بات مضبوط و مستحکم مبنی برحق اور مدلل ہو تو بھلے وہ جابر حکمران کی موجودگی میں کہنا پڑے بھلے اس بات کے اظہار سے جان و مال کے نقصان کا خطرہ ہو اسکے کہنے کو نبی کریم ﷺ نے افضل جہاد قرار دیا۔

پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کے انقلاب نے قوموں کے لئے یہ بات زیادہ اہم بنا دی ہے کہ وہ اپنے

وطن عزیز میں اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں لوگ دوسرے فرقوں اور مذاہب کی تحقیر کر رہے ہیں اور اب تو حالت یہ ہے کہ دین اسلام کے عقائد اور مسلمات کے خلاف ہرزہ سرائی کی جا رہی ہے اور مغرب کے تصور آزادی کے دلدادہ اس طرز عمل کی حوصلہ افزائی کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔

افراد کو لکھنے اور بولنے کے اعتبار سے زیادہ ذمہ دار بنائیں۔ وطن عزیز میں جب صرف پی ٹی وی اور سرکاری ریڈیو ہوا کرتا تھا قوم کی اخلاقی حالت بھی بہتر تھی اور نسلی، لسانی مذہبی اور فرقہ وارانہ نفرتیں اور تعصبات بھی خطرناک حد پر نہیں پہنچے تھے۔

اس کا مطلب ہے کہ میڈیا اور سوشل میڈیا کو حاصل آزادی کا استعمال ہم نے ذمہ دارانہ طور پر نہیں کیا۔ اظہار رائے کی آزادی کی حدود کا تعین ہر ملک اور قوم کے معروضی خیالات کی مناسبت سے ہوتا ہے' اگر ہم اپنا تصور آزادی مغرب پر تھوپیں تو یہ بھی غلط ہوگا اور اگر مغرب اپنا تصور ہم پر مسلط کرنا چاہے تو بھی غلط ہوگا۔ ہمیں اپنے اپنے حالات کے مطابق اظہار رائے کی آزادی کا تعین کرنا چاہیے۔ وطن عزیز میں اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں لوگ دوسرے فرقوں اور مذاہب کی تحقیر کر رہے ہیں اور اب تو حالت یہ ہے کہ دین اسلام کے عقائد اور مسلمات کے خلاف ہرزہ سرائی کی جا رہی ہے اور مغرب کے تصور آزادی کے دلدادہ اس طرز عمل کی حوصلہ افزائی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہی لوگ فرقہ پرستوں اور انتہا پسندوں کے خلاف بڑھ چڑھ کر کاروائیوں کا مطالبہ کرتے نہیں تھکتے' یہ تضاد کیوں ہے؟ یہ تضاد بتا رہا ہے کہ اظہار رائے کی جس آزادی کے وہ دعویدار ہیں وہ خود بھی اسکا تحمل نہیں کر سکتے۔

.....

بقیہ ۱۹۵۳ کی تحریک ختم نبوت

اللہ! اس عظیم الشان کانفرنس کے شرکاء بلا مبالغہ پچاس ہزار سے کم نہ ہوں گے۔ مولانا جالندھری نے حافظ عبدالقادر کو وقت دینے کی بجائے شاہ صاحب کی تقریر کا اعلان کر دیا۔ یہ مولانا جالندھری کا تعصب تھا اور یہ خیال بھی کہ میدان اہل حدیث کے ہاتھ رہے گا۔ بہرکیف شاہ جی نے ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ کے تحت صلح حدیبیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے بظاہر شکست نظر آنے والی صلح کی شرائط کفار مکہ کی طرف سے منظور کر لیں تو اس میں یہ راز مضمر تھا کہ ایک سال کے وقفے کے بعد ہی فتح ونصرت ایک حقیقت بن کر سامنے آگئی' انہوں نے کہا کہ ایسے ہی اللہ کے فضل وکرم سے بخاری یہ اعلان کرتا ہے کہ آج جو لوگ تحریک ختم نبوت کی عدم کامیابی کی باتیں کر رہے ہیں انہیں اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے کہ جب فتح ونصرت کا نکھرا ہوا چہرہ آب وتاب سے ظاہر ہوگا۔ پھر ہر ایک کی زبان پر ہوگا کہ حق ظاہر ہو گیا اور باطل مٹ گیا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ ۱۹۷۴ء میں عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہو گیا۔ قادیانیوں کے دونوں گروہ لاہوری اور قادیانی پاکستان کی قومی اسمبلی میں غیر مسلم قرار پا گئے اور تحریک احمدیہ قادیانیہ کے تمام مرکزی رہنما ملک چھوڑ کر فرنگیوں کے دیس میں چلے گئے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے بارے میں تفصیلات اور کامیابی کی خوشگوار یادیں اور اس میں علمائے اہل حدیث کا سرفہرست کردار میں نے کئی ایک مضامین میں تحریر کیا ہوا ہے۔ یہاں اصل مقصود ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں یادداشتیں ذکر کرنا تھا تاکہ نئی نسل اور نوجوانوں کو ہمارے اسلاف کرام کی ختم نبوت کے تحفظ میں کی جانیوالی جدوجہد سے آگاہی ہو سکے۔

علامہ اقبال یاد آئے۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسولِ ما رسالت ختم کرد

.....

تا مزدگی

◉ مولانا عبدالرشید اصغر (المعروف اللہ والے) امیر ضلع قصور نے حافظ محمد زکریا عاصم کو مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ضلع قصور کا پریس سیکرٹری نامزد کیا ہے اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس ذمہ داری کو احسن انداز میں پورا کرنے کی توفیق سے نوازے۔

شعبہ نشر واشاعت مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور

AYF ضلع گجرات کا ہنگامی اجلاس

◉ 29 جنوری 2017ء بروز اتوار بعد نماز ظہر جامع مسجد محمدی اہل حدیث محلہ قاسم پورہ ریلوے روڈ گجرات میں جناب سید الطاف الرحمٰن شاہ کی سرپرستی میں اجلاس منعقد کیا گیا جس میں حافظ محمد بابر سلفی' حافظ محمد سیف اللہ کمیر پوری' حافظ محمد ابراہیم محمدی' حافظ مظہر الاسلام' حافظ محمد کاشف عارف شیخوپوری اور حافظ محمد عثمان سلفی وزیر آباد تشریف لائے۔ ان کے علاوہ ضلع گجرات کے مختلف علاقوں سے کثیر تعداد میں اہل حدیث یوتھ فورس کے کارکنان اور علماء کرام جن میں حافظ انعام اللہ کنجاہی' قاری زبیر احمد اثری' قاری ضیاء الرحمٰن ضیاء' حافظ لقمان احمد' حافظ محمد آصف' قاری ذکاء اللہ' قاری محمد صفدر' قاری محمد عقیل ہاشمی' قاری احسان اللہ' حافظ عبدالباسط' حافظ بشارت صدیقی نے شرکت کی۔ اجلاس میں اہل حدیث یوتھ فورس ضلع گجرات کی نئی کابینہ کا اعلان کرتے ہوئے صدر اہل حدیث یوتھ فورس صوبہ پنجاب حافظ محمد سیف اللہ کمیر پوری نے حافظ محمد کاشف عارف شیخوپوری نائب ناظم نشر واشاعت اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب کو کنوینر اہل حدیث یوتھ فورس ضلع گجرات اور قاری ضیاء الرحمٰن ضیاء' حافظ لقمان احمد' حافظ محمد آصف کو معاون کنوینر کی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے نامزد کیا۔ اجلاس میں تمام شرکاء نے قائدین یوتھ فورس سے جناب سید الطاف الرحمٰن شاہ کے بھرپور تعاون کا شکریہ ادا کیا اور حافظ انعام اللہ کنجاہی کی دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

ASF شیخوپورہ بیداد کے ذمہ داران

◉ صدر: حافظ مطیع الرحمٰن انصاری۔ نائب صدر: محمد عبدالعظیم انصاری۔ سیکرٹری محمد مدثر اشفاق۔ سیکرٹری اطلاعات: محمد نعیم احمد انصاری۔

سید اکرام اللہ سیکرٹری اطلاعات ASF تحصیل مرید کے

جناب ڈاکٹر پروفیسر رانا خالد مدنی حفظہ اللہ کو شدید صدمہ!

اہلیہ محترمہ وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

◉ جناب ڈاکٹر پروفیسر رانا خالد مدنی کی اہلیہ 13 فروری 2017ء بروز سوموار طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ بعد نماز مغرب جامع مسجد ابو ہریرہ کریم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں مولانا مبشر مدنی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں بشیر انصاری' پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفار آف UET' رانا محمد شفیق خاں پسروری' صاحبزادہ حافظ بابر فاروق رحیمی' محمد عمران مجاہد سمیت مختلف مذہبی وسیاسی سماجی رہنماؤں اور کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری خطاؤں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ ادارہ ڈاکٹر صاحب کے اس صدمہ میں شریک ہے اور مرحومہ کی مغفرت تامہ کے لیے دعا گو ہے۔ (ادارہ)

منزل کی تمنا ہے تو کر جہدِ مسلسل ..... خیرات میں جُبّہ و دستار نہیں ملتے

سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ لاہور میں

۳ فروری جمعۃ المبارک کا دن تھا اور خطبہ جمعہ کے لیے مولانا محمد نعیم بٹ جامع مسجد ابوہریرہؓ داروغہ والا لاہور میں تشریف لا رہے تھے جس کی علاقہ میں بھرپور پبلسٹی فلیکسز، اشتہارات فون میسجز اور دیگر ذرائع سے ہو چکی تھی۔ تمام کارکنان مستعد اور فعال نظر آ رہے تھے۔ ہر ذمہ دار بڑی ترتیب اور سلیقہ سے اپنی اپنی ڈیوٹی نبھا رہا تھا۔ حضرت حافظ محمد یونس آزاد نائب ناظم مرکزیہ کی مستعد ٹیم نے تمام انتظام بخوبی سنبھال رکھے تھے۔ مولانا محمد نعیم بٹ نے تقریباً ایک گھنٹہ خطبہ جمعہ بیان فرمایا۔ جس میں انسان کی دنیاوی واخروی زندگی کی کامیابی کی طرف رغبت اور اس کا انداز بتلایا۔ انہوں نے خود غرضی، لالچ، حرص وطمع کے نقصانات اور خدمت، اخلاق واخلاص کے فوائد بیان کرتے ہوئے احساس، ہمدردی اور اتفاق واتحاد سے زندگی بسر کرنے کی تلقین کی اور قرآن وسنت کی روشنی میں کئی ایک واقعات پیش کیے۔ سینئر نائب ناظم اعلیٰ نے کہا کہ اگر ہم مسلمان من حیث القوم صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں اور اسلامی تعلیم پر مکمل عمل پیرا ہو جائیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اپنے آپ کو سپر پاور کہلانے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ انہوں نے مختلف مذاہب اور مسالک کا تذکرہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ اسلام افضل ترین مذہب اور اس کا دوسرا نام مسلک اہل حدیث کائنات میں سچا ترین مسلک ہے جو قرآن وحدیث پر مبنی ہے جو زمین پر نہیں بنا بلکہ آسمان سے آیا اور اسے مخلوق نے نہیں بلکہ خالق نے بنایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بٹ صاحب نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی خدمات، ترجیحات اور پالیسیوں کا تذکرہ احسن انداز میں کیا: انہوں نے کہا ہماری منزل، مدعا اور مراد یہ ہے کہ ہمارے گھروں، تھانوں، کچہریوں اور ایوان بالا میں اللہ کے قرآن اور صاحب قرآن کے فرمان کا بول بالا ہوتا کہ ہم ایک کامیاب قوم کہلا سکیں اور آخرت بھی سنوار سکیں۔ نماز جمعہ کے بعد انہوں نے ابوہریرہؓ ویلفیئر ٹرسٹ کے تمام شعبہ جات کا وزٹ کیا جس میں ابوہریرہ گائنی ہسپتال، جامعہ صراط مستقیم للبنات اور حفظ کے ساتھ میٹرک تک تعلیم شامل ہیں۔ وزٹ کے بعد ٹرسٹ کے ذمہ داران اور کارکنان سے گفتگو کرتے ہوئے سینئر نائب ناظم اعلیٰ نے کہا کہ جس طرح آپ کے منصوبہ جات یہاں مقامی طور پر صاف شفاف اور قابل تحسین ہیں اس پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اسی طرح آپ کے جماعتی تنظیمی کردار کو بھی سراہے بغیر گذارہ نہیں کہ آپ مرکزی پالیسی پر دل وجان سے عمل کرتے ہیں، مرکز کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہیں اور مرکز کو کبھی بھی آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ میں آپ کے لیے دعا گو ہوں جس پر تمام احباب نے کھلے دل سے آئندہ بھی مکمل تعاون کا یقین دلایا اور امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے شعبہ تبلیغ کا اہم اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے شعبہ تبلیغ کا اہم اجلاس ناظم تبلیغ مولانا حافظ عبدالباسط شیخوپوری کی صدارت میں مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ میں منعقد ہوا۔ جس میں امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے خصوصی طور پر شرکت فرمائی۔ اجلاس میں مولانا محمد حنیف ربانی، مولانا سید سبطین شاہ نقوی، مولانا یوسف پسروری، مولانا محمد عمر صدیق، مولانا محمد عثمان شاکر شریک ہوئے۔ اجلاس میں ملک کے ان جید علمائے کرام نے امیر محترم جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کی امارت پر غیر متزلزل اعتماد کا اظہار کیا۔ اس اجلاس میں شعبہ تبلیغ کو مزید فعال اور مربوط بنانے کے لیے مختلف تجاویز دی گئیں۔ علاوہ ازیں موجودہ تنظیمی صورتحال پر علماء کے اس نمائندہ اجلاس میں درج ذیل فیصلے کیے گئے:

- مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان، اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کو سوشل میڈیا اور جماعتی پروگراموں میں مزید متحرک کیا جائے۔
- مرکز گریز اور مرکز مخالف لوگوں کے پروگراموں کا مکمل بائیکاٹ ہوگا۔
- مرکز گریز اور مرکز مخالف علماء جس پروگرام میں ہوں گے اس پروگرام کا بھی بائیکاٹ ہوگا۔
- جماعتی علماء کا واٹس ایپ گروپ بنایا جائے جس کو مرکز چلائے۔
- ایک ٹیم تشکیل دی جائے جو شعبہ تبلیغ کے لیے سوشل میڈیا پر کام کرے۔
- کسی اہم ایشو یا پروگرام کے لیے درج ذیل علماء پر مشتمل مشاورتی بورڈ بنایا گیا جو فیصلہ کیا کریں گے:

مولانا محمد حنیف ربانی ❁ مولانا سید سبطین شاہ نقوی ❁ مولانا محمد عمر صدیق
❁ مولانا حافظ عبدالباسط شیخوپوری ❁ مولانا یوسف پسروری ❁ مولانا حافظ محمد عثمان شاکر

اجلاس میں یہ بھی رائے دی گئی کہ اہل حدیث یوتھ فورس کے ضلعی وتحصیلی ذمہ داران کی نامزدگی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ضلعی امیر وناظم کے ذریعہ ہونی چاہیے۔

اس کے بعد امیر محترم نے حکم دیا کہ ان تمام امور کی نگرانی اور عمل درآمد کو یقینی بنانا مرکزی ناظم تبلیغ کے ذمہ ہوگا۔

منجانب: صاحبزادہ حافظ بابر فاروق رحیمی، ناظم مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور

AYF اسلام آباد کی تنظیم نو

⊙ پچھلے دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث یوتھ فورس اسلام آباد کے امیر حافظ مقصود احمد کی صدارت میں اہل حدیث یوتھ فورس اسلام آباد کے نئے ذمہ داران تین ماہ کی عبوری مدت کے لیے نامزدگی عمل میں آئی۔ صدر: محمد عباس چوہدری، سینئر نائب صدر: حافظ زبیر احمد، نائب صدر: مولانا عبدالرحمٰن (ترنول)، نائب صدر: حافظ سید محمد زیدی، نائب صدر: توقیر قیوم، جنرل سیکرٹری: قاری عبدالرؤف انصاری، سینئر ڈپٹی جنرل سیکرٹری: عمر فاروق، ڈپٹی جنرل سیکرٹری: عمیس احمد (لوئی بھیر) ناظم تبلیغ: قاری سجاد احمد، نائب ناظم تبلیغ: مولانا عبدالسمیع، سیکرٹری نشر واشاعت: حافظ عثمان ناصر، سیکرٹری اطلاعات: قاری حمزہ، سیکرٹری مالیات: عمیر سلیم، سیکرٹری رابطہ: مدثر رفیق۔

منجانب: ایم این اے سلفی، میڈیا سیل اسلام آباد

وی پی آ رہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی واخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

اخبار الجماعۃ

تربیتی ورکشاپ جمعیۃ اساتذہ پاکستان لاہور

⊙ جمعیۃ اساتذہ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں 5 فروری بروز اتوار ایک تربیتی ورکشاپ اور کشمیر سیمینار کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی صدارت پروفیسر حافظ عتیق اللہ عمر صدر جمعیۃ اساتذہ پاکستان نے کی۔ مہمان خصوصی ڈاکٹر عبدالغفور راشد ناظم ذیلی تنظیمات تھے اور خصوصی آمد الشیخ جمیل الرحمٰن امیر تحریک المجاہدین جموں وکشمیر' تلاوت قرآن مجید پروفیسر حافظ عبدالباسط ظہیر جنرل سیکرٹری جمعیۃ اساتذہ پنجاب نے فرمائی' ابتدائی کلمات اور ورکشاپ کی غرض وغایت پروفیسر عطاء الرحمٰن ظہیر سیکرٹری جنرل جمعیۃ اساتذہ پاکستان نے بیان کی۔ اس کے بعد پروفیسر حافظ عتیق اللہ عمر صدر جمعیۃ اساتذہ نے خطبہ استقبالیہ دیا جس میں انہوں نے مسلکی اساتذہ کی تربیت پر زور دیا اور اہمیت واضح کی۔ اس کے بعد یوم یکجہتی کشمیر کے حوالے سے اور کشمیر کی تحریک آزادی کے بارے میں بڑی وضاحت سے بیان کیا اور کہا کہ انڈیا نہتے کشمیریوں پر ظلم کی انتہا کر رہا ہے اور کشمیری عوام پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر امان اللہ بھٹی نے کہا کہ اساتذہ کو طلبہ کے لیے ایک نمونہ بننا چاہیے تاکہ طلبہ ان کے کردار کو اپنا کر اپنی زندگی گزاریں۔ اس کے بعد ڈاکٹر رانا تنویر قاسم صدر میڈیا سیل نے کہا اساتذہ کو موجودہ لبرل ازم کی مہم کے خلاف رہنما کا کردار ادا کرنا چاہیے' غیر اسلامی اقدار کی نفی کرنا چاہیے اور نئی نسل کو اسلامی اقدار کی تعلیم دینی چاہیے۔ پروفیسر عطاء الرحمٰن ظہیر نے اساتذہ کے محکمانہ مسائل کے حل کے لیے تجاویز دیں اور کہا کہ یہ سب تنظیم کی بدولت ممکن ہے' اس کے لیے اساتذہ میں اتفاق واتحاد اور رابطے کا ہونا بہت ضروری ہے۔ بعد ازاں ڈاکٹر الطاف حسین ثاقب نے عصر حاضر میں معلم کی ذمہ داریاں بیان کیں' اس کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ غیر اسلامی اقدار تو بہت ہیں' مگر ہمیں ان کو روکنا ہے۔ نماز ظہر کے بعد حاضرین کو کھانا دیا گیا۔ ظہر کے بعد دوسری نشست پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی ناظم تعلیمات نے اساتذہ کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر سیف اللہ فیضی اوکاڑہ نے تعلیم قرآن کی اہمیت پر زور دیا اور فہم قرآن کے کئی طریقے بتلائے۔ ڈاکٹر منیر احمد رسولپوری ناظم تربیتی ورکشاپس نے تفہیم قرآن کے حوالے سے اساتذہ کے سامنے خوبصورت گفتگو کی۔ آخری خطاب ڈاکٹر عبدالغفور راشد ناظم ذیلی تنظیمات کا ہوا جنہوں نے اساتذہ کے کام کو سراہا اور کہا کہ میرا ہر قسم کا تعاون آپ کے ساتھ رہے گا۔ مولانا فاروق محمدی صدر جمعیۃ اساتذہ ضلع شیخوپورہ کی دعائے خیر پر ورکشاپ کا اختتام ہوا۔ اس ورکشاپ میں لاہور' شیخوپورہ' قصور اور ننکانہ کے ذمہ داران نے شرکت کی۔ پروفیسر حافظ عثمان ظہیر' پروفیسر عبدالعظیم جانباز' جناب فیض اللہ غوری' ڈاکٹر عبدالرزاق ننکانہ' حافظ محمد زکریا قصوری' پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن' امان اللہ شاکر' ارشد عباس' احمد علی' محمد رمضان' رانا دلدار' قاری محمد ایوب' حافظ محمد یحییٰ' حافظ عزیز الرحمٰن' شہزادہ شعیب احمد' محمد طیب فاروق' حسان عبدالمنان' پروفیسر معظم نواز ورک' حافظ انوار الحق' محمد آصف ہارون جنرل سیکرٹری ضلع شیخوپورہ' نور اللہ واثق' ڈاکٹر محمد عباس طور' عبدالحنان جانباز' خلیل الرحمٰن ثاقب' شیخ محمد خالد' پروفیسر حافظ سیف اللہ ارشد اور پروفیسر ابراہیم سلفی نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ اس کے علاوہ حافظ عبداللطیف وٹو ناظم دورہ جات' محمد طاہر جمشید' حافظ طلحہ طاہر' سیف الرحمٰن' حافظ اسامہ طارق نے شرکت کی' پروفیسر حافظ عثمان خالد شیخوپوری' پروفیسر آصف جاوید' عبدالواحد ندیم اور دیگر اساتذہ بھی شریک ہوئے۔

منجانب: محمد طارق جاوید' ناظم دفتر جمعیۃ اساتذہ پاکستان

ضلع قصور کی تحصیل وائز کابینہ

⊙ تحصیل چونیاں ..... امیر: میاں محمد عبداللہ طاہر' ناظم محمد عبداللہ امجد' خازن: پروفیسر محمد صدیق سلفی ☆ تحصیل قصور: ..... امیر: مولانا حمید اللہ' ناظم: مولانا حکیم رضاء اللہ' خازن: عبداللطیف فوجی ☆ تحصیل کوٹ رادھا کشن: ..... امیر: میاں محمد یوسف ربانی' ناظم: فیض اللہ خاں غوری' خازن: حبیب الرحمٰن ضیاء ☆ تحصیل پتوکی ..... امیر: مولانا محمد شفیع رسولپوری' ناظم: محمد سرور بھٹی' خازن: سید عبدالقیوم غزنوی ☆ ضلع قصور: ..... امیر: مولانا عبدالرشید اصغر' ناظم: محمد صدیق شاکر۔

مجلہ اہل حدیث کی توسیع اشاعت

⊙ مولانا عبدالرشید اصغر (اللہ والے) امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور نے فی الحال دس افراد کے نام مجلہ ہفت روزہ اہل حدیث جاری کروایا اور انہوں نے 200 تک پرچے لگوانے کا وعدہ کیا ہے۔ موصوف جانفشانی کے ساتھ تبلیغی وتنظیمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ اہل حدیث کی توسیع کے لیے کمربستہ ہیں۔ ادارہ ان کی مساعی جمیلہ پر شکر گذار ہے۔ (ادارہ)

عظمت قرآن کانفرنس ..... سرگودھا

⊙ 23 فروری 2017ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء۔ بمقام چک نمبر 142 جنوبی سرگودھا۔ مقررین: مولانا محمد ابراہیم محمدی' مولانا محمد یعقوب' مولانا قاری محمد ابوبکر صدیقی۔ ☆ 18 مارچ 2017ء بمقام: جامع مسجد اہل حدیث بلاک نمبر 1 بھلوال مطالعہ قرآن سیمینار' تفصیلی اشتہار بعد میں شائع ہوگا۔

الداعی الی الخیر: شعبہ تبلیغ مرکزی جمعیت وAYF ضلع سرگودھا

ASF لاہور کا اہم اجلاس

⊙ ۵ فروری بروز اتوار بعد نماز ظہر مرکزی دفتر ۱۰۶ راوی روڈ لاہور میں حافظ صفوان فاروقی صدر ASF لاہور کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مہمانان گرامی' عبدالقدیر فاروقی صدر ASF پاکستان' قاری عبدالتین اصغر امیر لاہور' حافظ طلحہ احسان پریس سیکرٹری ASF پاکستان۔ اجلاس میں ASF کے دیگر ذمہ داران اور کارکن شریک تھے۔

منجانب: پریس سیکرٹری ASF لاہور

ضرورت رشتہ

⊙ ایک لڑکی ایم ایس سی (IT) ☆ دوسری لڑکی ایم اے فزیکل ایجوکیشن جو پابند صوم وصلوٰۃ باپردہ' عمر 21 اور 23 سال' کے لیے ہم پلہ برسر روزگار لڑکوں کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ اہل حدیث ہونا ضروری ہے۔

رابطہ: حافظ محمد زکریا عاصم 0300-4992195

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت
پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)
سپر سٹار
ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم
0333-8294645
055-4237974
0312-7343693
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔
حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

اظہار تعزیت

⊙ مولانا سیف اللہ حقانی سینئر ڈپٹی جنرل سیکرٹری AYF ضلع لیہ کے والد محترم 20 جنوری 2017ء بروز جمعہ انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور خوش مزاج انسان تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ اسی روز شام کو ان کے آبائی گاؤں چک نمبر 408/T.O.A تحصیل چوبارہ ضلع لیہ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ مولانا محمد اکرم شہزاد نے پڑھائی' جنازہ میں جماعت لیہ کے احباب ودیگر سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: محمد وسیم آصف سندھو' ناظم نشرواشاعت AYF لیہ

تبلیغی پروگرام

⊙ جامعہ عثمانیہ محلہ بہاول پورہ غربی حافظ آباد کے زیر اہتمام مسجد مبارک اہل حدیث محلہ باٹھ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں مؤرخہ ۲۷ جنوری کو تبلیغی پروگرام منعقد ہوا جس میں مولانا بشیر حسین عثمانی نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

⊙ بمقام جامع مسجد اہل حدیث بڈھا گورائیہ تحصیل نوشہرہ ورکاں میں مؤرخہ ۲۸ جنوری کو تبلیغی پروگرام منعقد ہوا جس میں مولانا شبیر حسین عثمانی نے خطاب فرمایا۔

الداعی: مولانا یٰسین خطیب مسجد اہل حدیث بڈھا گورائیہ

داخلہ جاری ہے

⊙ جامعہ عثمانیہ للبنین والبنات حافظ آباد میں داخلہ جاری ہے۔ شعبہ جات: ناظرۃ القرآن' حفظ القرآن' سکول پرائمری' محلہ بہاولپورہ غربی حافظ آباد..... عثمانیہ فری ڈسپنسری زیر نگرانی ڈاکٹر شفقت صاحب' محلہ بہاول پورہ غربی حافظ آباد۔ اوقات کار: ۵ بجے شام تا ۹ بجے۔

الداعی الی الخیر: مولانا شبیر حسین عثمانی' حافظ آبادی

ASF تحصیل مرید کے کا اجلاس

⊙ 9 فروری بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد مقدس اہل حدیث محلہ قذافی پارک مرید کے میں ASF تحصیل مرید کے کا اجلاس حافظ طیب صدر ASF تحصیل مرید کے کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں تیسرے آل پاکستان طلبہ سیمینار کو کامیاب بنانے کے لیے ہر بھائی نے تعاون کا یقین دلایا۔ اجلاس کے آخر میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ تحصیل مرید کے کی طرف سے مرید کے میں استقبالیہ کیمپ بھی لگایا جائے گا۔

سید اکرام اللہ رابطہ سیکرٹری ASF تحصیل مرید کے

علاج معالجہ

ملکی وغیر ملکی مریضوں کا ستر سالہ معالج، فاضل الطب و الجراحت، رجسٹرڈ درجہ اول، سابقہ لیکچرار طبیہ کالج، ڈبل ایوارڈ یافتہ گولڈ میڈلسٹ سے امراض مردانہ، زنانہ، بچگانہ کے علاج بالتدبیر، بالغذا و بالدوا کیلئے رابطہ کریں۔

Www.hakeem karim bhatti.com

0345-7545119, 0301-5545119

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

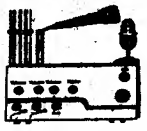

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کو الیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

گولڈن

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

ضرورت ڈرائیور

⊙ لاہور کی عظیم درسگاہ دارالعلوم محمدیہ اہل حدیث نزد لوکو ورکشاپ مغلپورہ لاہور کے لیے ایک ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ خواہشمند بھائی مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

رابطہ: 0321-8147000

چھوٹی مکھی بڑی مکھی بیری کا اور چھتہ سمیت

قدرتی شہد

دستیاب ہے

آبِ زم زم
کھجور حلوہ
عجوہ کھجور
نمکو

میاں انٹر پرائزز

1st فلور الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 0333-4551069

جوھر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوھر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاءاللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

غلام ربانی (مرحوم) نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ
055-4212804,4226706-0300-6430029

مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل

سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل فورکلر رنگین، خوبصورت مُدلّل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے:

- نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت!
- اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام!
- کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں!
- نماز روزہ کے دائمی محمدی اوقات!
- سورۂ فاتحہ خلف الامام!
- آمین بالجہر کا ثبوت!
- اثبات رفع الیدین!

ملک بھر کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین حضرات مذکورہ بالا سیٹ بالکل مفت منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد و دینی اداروں میں آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک۔

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ ڈاک خرچ بھی ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ!

محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور، پنجاب، پاکستان 0333-8556473

میٹرک پاس 4 سال اور مڈل پاس 6 سال [illegible] نظامی + بی۔اے

ابوہریرہ (فری) شریعہ کالج

داخلہ 5 اپریل تا 30 اپریل 2017

میرٹ

نوٹ: [illegible]

ابوہریرہ شریعہ کالج کے امتیازات

- کمپائن نصاب تعلیم کا پابند
- [illegible]
- [illegible]
- ماہنامہ مجلہ پیغام توحید کا پبلشر

مڈل پاس طلباء کیلئے

داخلہ 15 فروری تا 15 اپریل 2017

ابوہریرہ (فری) اسلامک ہائی سکول

- [illegible]
- [illegible] اور ترجمہ قرآن مجید
- سکول کی تعلیم کے ساتھ نماز کا ترجمہ [illegible]

زیر نگرانی: میاں محمد جمیل چیئرمین ابوہریرہ خدمت ٹرسٹ (رجسٹرڈ) اقبال ٹاؤن لاہور

میاں محمد جمیل
پرنسپل ابوہریرہ شریعہ کالج 37۔کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور
0333-4566379-0332-8010901-0301-4876430-0305-4036012

کاشف منظور ہیڈ ماسٹر ابوہریرہ اسلامک ہائی سکول، متصل مسجد حضرت طلحہؓ
0321-6484963
0300-6499268
ایم اے پنجاب یونیورسٹی، ایم ایڈ، فاضل علوم اسلامیہ
P-بلاک لاہور موٹروے سٹی نزد کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ روڈ

مرکز امام بخاری اہلحدیث چوک عظم ضلع لیہ
نویں سالانہ
منفرد المثال
پیغام اہلحدیث کانفرنس
26 فروری اتوار 2017
بعد نماز مغرب تلاوت کریں گے
ڈاکٹر حافظ عبدالکریم MNA
محمد اسحاق
محمد ادریس طیف
محمد حنیف
عبدالرحیم
محمد رمضان
عبدالرؤف صاحب
محمد یونس صاحب
قائد ملت اسلامیہ
جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب
امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان
حافظ محمد یوسف لیہ وری
حافظ فضل الفضل شیخ
حافظ محمد شفیق خان لیہ وری
سید سبطین شاہ نقوی
محمد نواز شریف
محمد یامین عابد
حافظ محمد عامر صدیقی
بشیر خان
عبدالرشید
نیاز احمد
عبدالرحمن
محمد سعید
محمد عاصم
انجار احمد
محمد عباس
نور الاسلام
محمد یوسف
عبدالرزاق
عبدالستار
محمد عابد
اساتذہ وطلباء
مرکز امام بخاری اہلحدیث فتح پور ڈوچوک عظم ضلع لیہ
مہمانوں کے لئے کھانے اور خواتین کے لئے پردے کا انتظام ہوگا
ابوانس حسان محمد اکرم شہزاد صدر مدیر
اہل حدیث یوتھ فورس ضلع لیہ
اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان
0301-7842990
0306-4401710
0344-8554821
مرکز امام بخاری اہلحدیث فتح پور ڈوچوک عظم ضلع لیہ
قیصر ناز دارالکتب
اندرون شاہین مارکیٹ دھوبی محمد اسحاق
0301-7945667, 0301-7551455

یٰاحی یا قیوم — بسم اللہ الرحمن الرحیم — رحمان یعنی عطا

زیر اہتمام

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث اہلحدیث یوتھ فورس تھانہ سوھدرہ حلقہ

زیر امارت

زیر سرپرستی

زیر نظامت

زیر سرپرستی

زیر سرپرستی

زیر سرپرستی

Weekly AHL- E - HADITH
CPL No 116
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith
042-37720257
Paigham T.V:
042-37722876

یٰسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا قیوم

مرکزی جمعیت اہلحدیث واہلحدیث یوتھ فورس حبیب آباد کے زیر اہتمام حبیب آباد کی سرزمین پر

زیر صدارت
محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر صاحب
امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان
چیئرمین سینیٹ گرگ کمیٹی ہاؤس
سینیٹ آف پاکستان

چوتھا سالانہ فقید المثال تاریخ ساز عظیم الشان

اجتماعی خطبہ جمعۃ المبارک

زیر نظامت
محترم ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب
MNA

خطبہ جمعہ کا آغاز 12:30 بجے ہوگا

بتاریخ 3 مارچ 2017ء کو

بمقام
بالمقابل حبیب بنک ریلوے گراؤنڈ نئی منڈی حبیب آباد

بزرگ عالم دین، اسلاف کی حسین یادگار
محترم جناب عظیم باپ کا عظیم بیٹا، عظیم مذہبی سکالر

حضرت مولانا
حافظ مسعود عالم صاحب

ارشاد فرمائیں گے

فاضل مدینہ یونیورسٹی شیخ الحدیث
جامعہ سلفیہ فیصل آباد

زیر صدارت
محترم میاں نذیر احمد صاحب

زیر صدارت
قاری محمد زبیر مجاہد صاحب

خواتین کے لیے پردہ کا انتظام ہوگا

اہل اسلام سے شرکت کی پرزور اپیل کی جاتی ہے

نوٹ
تمام آنیوالے معزز مہمانوں کیلئے کھانے کا وسیع انتظام ہوگا۔

محترم جناب
حضرت مولانا
قاری حبیب الرحمن صاحب
یزدانی

محترم جناب
قاری حضرت مولانا
محمد ابراہیم حامد صاحب
مدیر مدرسہ دارالسلام

محترم جناب
حافظ حضرت مولانا
محمد ساجد صاحب

محترم جناب
قاری حضرت مولانا
زبیر احمد تبسم صاحب

محترم جناب
قاری
ابوسفیان صاحب

محترم جناب
قاری
فاروق اعظم صاحب

محترم جناب
قاری حضرت مولانا
عبدالحفیظ صاحب

محترم جناب
قاری حضرت مولانا
طارق ثاقب صاحب

محترم جناب
حضرت مولانا
قاری عبدالجبار صاحب

محترم جناب
حضرت مولانا
حافظ محمد سلفی صاحب

مرکزی جمعیت اہلحدیث واہلحدیث یوتھ فورس حبیب آباد
0345-7504296
0306-6916050

Designing By : SAJJAD ISMAIL PATTOKI 0346-4503270